بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایسے شخص کا راستہ اپناؤ جس نے مجھ سے لو لگا رکھی ہو (القرآن)

میرے شیخ میرے مرشد

کمالات و ملفوظات

مصلح الامت حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہم

شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

مرتب

خلیل الرحمٰن عفی عنہ

خادم الحدیث والتفسیر

جامعہ دارالقرآن مسلم ٹاؤن فیصل آباد

فہرست

اصلاحی تعلق

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم امابعد

بندہ کو حضرت والا سے جو بتوفیق الٰہی تعلق نصیب ہوا اس کے کئی اسباب تھے

(۱) بندہ کے استاذ جی حضرت مولانا یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی بزرگوں اور خانقاہوں کے واقعات سناتے تھے اور اپنی بیعت کا واقعہ تو بڑے درد والے انداز میں بیان کیا کہ میں اور میرے چچا جان یعنی حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہم دونوں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت تھے۔

پھر فرمایا چچا جان نے بہت کچھ لیا اور میں کچھ نہ لے سکا استاذ جی کا یہ جملہ تواضعاً تھا ورنہ استاذ جی نے بھی حضرت شیخ سے بہت کچھ لے لیا تھا حضرت شیخ کی زیارت کرنا، ان کی صحبت میں بیٹھنا اور ان کے بیعت ہو جانا یہ کوئی چھوٹی بات نہ تھی۔

(۲) بندہ نے جب امدادیہ میں داخلہ لیا تو وہاں ہر روز بلا ناغہ نماز عصر کے فوراً بعد دو تین منٹ حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے تین چار ملفوظ پڑھ کر سنائے جاتے تھے اور تمام طلبہ نہایت توجہ سے سنتے تھے اور مدرسہ کی طرف سے یہ پابندی بھی تھی کہ کسی طالب علم کو ملفوظات سنے بغیر اٹھنے کی اجازت نہیں۔

یہ ملفوظات سنتے رہنے سے ذہن کچھ کچھ شیخ کامل کی تلاش و جستجو میں بھی لگنے لگا اور ان دنوں امدادیہ کا ماحول ہی ایسا تھا کہ اساتذہ کرام بھی اپنے اسباق

و بیانات میں اس طرف کافی توجہ دلاتے تھے۔

(۳) بندہ کو امدادیہ میں متعدد کتب استاذ جی مولانا قاسم صاحب مدظلہم سے پڑھنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ استاذ جی کو دیکھ دیکھ کر دل کرتا تھا کہ کاش میرا نفس بھی استاذ جی کی طرح نیک صالح بن جائے اور کبھی کبھی ذہن میں یہ بات بھی آتی تھی کہ استاذ جی کے جو شیخ ہیں ان کا مرید ہونا چاہئے وقت اسی طرح گزرتا رہا کہ بندہ نے ایک رسالہ پر یہ چند اشعار پڑھے۔

میری انتہائی تمنا یہی ہے
بلا کچھ پٹائی ہی مل جائے جنت
نہیں اس کے لائق یہ میں جانتا ہوں
مگر آگ سہنے کی ہمت نہ طاقت
دعا خود یہ میں نے بنائی نہیں ہے
میرے تھانوی شیخ کی ہے ہدایت
الٰہی دکھاوے سے مجھ کو بچالے
تباہ ہو رہی ہے اسی میں یہ امت

جب یہ اشعار پڑھے تو طبیعت پہ ایک خاص اثر ہوا، لذت سی محسوس ہوئی اور دل میں نیکی کا شوق اُبھرا اور دل ہی دل میں یہ خیال آنے لگا کہ جس شخصیت کے دعائیہ اشعار میں ایسا اثر ہے ان سے تعلق قائم کرنا چاہیے پھر وقت گزرتا رہا یہاں تک کہ دورہ حدیث شریف والے سال حضرت والا کو اصلاحی تعلق کے عنوان سے خط لکھنے کی توفیق ہوگئی۔

سلوک وتصوف اور طریق تسہیل

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم امابعد

سلوک وتصوف کی تعریف حضرت والا سے کئی بار سنی کہ تصوف نام ہے کسی شیخ کامل سے باطن کی اصلاح کروانے کا اور یہ بھی فرمایا کہ اعمالِ ظاہرہ میں فقہاء کی تقلید کافی ہے اور اسی طرح ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم تو یہ راستہ نہایت آسانی سے طے کروادیتے ہیں اور ایک مجلس میں فرمایا! کہ جو مجھے چار پانچ خط لکھ لے بس اسی سے اسکو راستہ دکھلا دیتا ہوں پھر آگے اس کی ہمت آہستہ چلے یا تیز۔

حضرت والا کے طریق میں واقعتاً نہایت ہی آسانی ہے کمزور سے کمزور شخص کی بھی پوری پوری رعایت موجود ہے بعض پیروں کے طریق میں جو مشکل مشکل مجاہدات ہیں اور ذکر واذکار کی مشکل صورتیں کہ اچھا بھلا صحت مند آدمی بھی بمشکل اختیار کرسکے وہ حضرت والا کے طریق میں بالکل نہیں۔

اسی طرح ہمارے بعض شیوخ توجہ ڈالتے ہیں جس کا بعض اوقات مرید متحمل نہیں ہوتا کہ لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے اور سخت تکلیف اٹھاتا ہے حضرت والا اس معروف طریقہ پر توجہ بھی نہیں ڈالتے اور بندہ نے خود سنا فرمایا کہ توجہ ڈالنا جائز ہے لیکن اس کا اثر وقتی ہوتا ہے دائمی نہیں اور مرید خود کام میں لگے اور شیخ سے رہنمائی لے اور شیخ رہنمائی کرے یہ زیادہ مفید ہے۔

حضرت والا کے طریق میں صرف دو کام ہیں نیکی کرنا اور گناہوں سے بچنا کئی بار بندہ نے خود سنا فرمایا کہ دین کے پانچ شعبے ہیں (عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق) اور ہر شعبہ میں فرض، واجب اور سنت موکدہ کو

کرنا ہے اور حرام ومکروہ تحریمی سے بچنا ہے۔

حضرت والا سب سے پہلے قصد السبیل رسالہ پڑھواتے ہیں۔ بندہ کو جب پہلے خط میں یہ رسالہ پڑھنے کو فرمایا اور اصلاحی تعلق کے آٹھ غلط مقاصد اور ایک صحیح مقصد سمجھ کر لکھنے کو فرمایا بظاہر یہ نہایت آسان کام تھا۔ لیکن اسی سے بندہ پر تصوف وبیعت کی حقیت منکشف ہوگئی پھر اصلاح باطن کیلئے تبلیغ دین میں مذکور ایک ایک باطنی بیماری کی مشق کروانا شروع کی۔

یہ طریقہ بھی حضرت کا تجدیدی ہے کیونکہ عام طور پر شیوخ یہ فرماتے ہیں کہ تبلیغ دین پڑھو اور جو بیماری محسوس کرو اس کا علاج پوچھو اب کبھی مبتدی کو سمجھ ہی نہیں آتی کہ کس بیماری کو پڑھوں پھر کس طرح لکھوں حضرت والا کے طریق میں یہ مشکل بالکل نہیں بلکہ حضرت والا خود ہی ترتیب بتلا کر مکمل تبلیغ دین کی خود ہی مشق کرواتے ہیں جس سے سالک کو بہت سہولت ہوتی ہے۔

پورے دین کی پابندی کیلئے بہشتی زیور تھوڑا تھوڑا روزانہ بلاناغہ عمل کی نیت سے پڑھنے کو فرماتے ہیں اسی طرح حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے تین سو وعظ تھوڑے تھوڑے روزانہ پڑھنے کو فرماتے ہیں اور یہ بھی تاکید کہ ہر خط میں لکھا کرو کہ اتنا اتنا پڑھا بظاہر یہ کام بہت آسان لیکن اس معمول کی پابندی سے وہ فائدہ ہوتا ہے جو سالہا سال کے مجاہدات سے بھی کبھی نصیب نہیں ہوتا۔

آمین یارب العالمین بحرمۃ النبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

کثرت ذکر اور دوام طاعت

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم امابعد

سلوک و تصوف کا مقصد ہے نسبت باطنی کو حاصل کرنا اور اسے زیادہ سے زیادہ قوی اور مضبوط کرنا اسی کا نام ہے ولایت جس کی علامت ہے کثرت ذکر اور دوام طاعت۔

حضرت والا سے کثرت ذکر کے متعلق بکثرت یہ حدیث سنی لا یزال لسانک رطباً بذکر اللہ کہ نبی پاک ﷺ اپنے ہر ہر امتی کو مخاطب کر کے فرما رہے ہیں کہ اے میرے مخاطب تیری زبان ہمیشہ ذکر اللہ سے تروتازہ رہے

اسی طرح ذکر اللہ کی ترغیب اور شوق پیدا کرنے کیلئے حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ کثرت سے سناتے رہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کو دیکھ کر ایک دیہاتی نے سبحان اللہ کہا تھا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ تیرا ایک بار سبحان اللہ کہنا سلیمان کی بادشاہت سے زیادہ قیمتی ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ میرے بھانجے نے یہی فرمایا تھا یا کسی اور عزیز کا نام لیا تھا مجھ سے پوچھا ماموں جان نیکی کا یونٹ کیا ہے؟ فرمایا میں نے جواب دیا کہ ایک نیکی کی قیمت تمام دنیا ہے پھر یہی واقعہ سنا کر استدلال فرمایا کبھی یہ واقعہ حضرت مفتی حسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حوالہ سے سنایا اور کبھی روح المعانی کے حوالہ سے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ ایک بزرگ ہر وقت ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے یہاں تک کہ حجامت کرواتے وقت بھی ذکر کرتے تھے حجام نے لبیں بنانے کے

وقت کہا کچھ دیر رک جائیں کہیں زخم نہ ہو جائے فرمایا نہیں تم بناؤ اگر زخم ہو گیا تو پھر کیا زخم کا علاج ہو جائے گا اور اگر میں ذکر اللہ سے رک گیا اور کچھ وقت بغیر ذکر اللہ کے گزر گیا اس کا تو کوئی علاج نہیں اس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔

حضرت والا کے طریق میں ذکر اللہ کی کثرت کرنا بہت آسان ہے عام طور پر ہمارے بعض شیوخ کے طریق میں ذکر اللہ کی عادت بنانے کیلئے ایسے ایسے مجاہدات ہیں جو کافی مشکل ہیں مثلاً بہت سے شیوخ لطائف سبعہ کے ذریعے ذکر اللہ سکھاتے ہیں کہ جسم کے سات اعضاء کی طرف توجہ رکھ کر ذکر کرنا لیکن حضرت والا کسی خاص کیفیت کی بجائے عام سادہ انداز میں ذکر کی تلقین فرماتے ہیں۔

بندہ کو جب ذکر کے متعلق ترتیب بنا کر دی تو فرمایا تھا کوئی ایک وقت متعین کر کے کلمہ طیبہ یعنی لا الہ الا اللہ کی ایک تسبیح اول آخر گیارہ مرتبہ نماز والا درود شریف پھر آہستہ آہستہ بڑھا کر پانچ تسبیح کر لینا اور چلتے پھرتے سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر اور درود شریف وغیرہ بدل بدل کر پڑھتے رہنا ظاہر ہے ذکر کی اس سے آسان صورت اور کیا ہو سکتی ہے۔

پھر حضرت والا کی تحقیق یہ ہے کہ یہ جو خاص خاص کیفیات سے اسم ذات وغیرہ کے اذکار بتائے جاتے ہیں ان کے دو مقصد ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھانا (۲) اطمینان و یکسوئی بڑھانا اور کلمہ طیبہ سے یہ دونوں مقصد بھی حاصل ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ثواب بھی ملتا ہے گویا یہ طریقے صرف علاج ہیں اور کلمہ طیبہ کا ذکر علاج بھی اور ثواب بھی یہی تحقیق ہمارے دادا مرشد حضرت مفتی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔

پھر حضرت نے مزید سہولت اس میں یہ بھی فرمائی ہوئی ہے کہ نفل پڑھنا اور تلاوت کرنا یہ بھی کثرت ذکر میں شامل ہے کئی بار حضرت والا سے سنا کہ صوفیاء میں تین عبادتوں کا بہت رواج رہا ہے (۱) کثرت سے نفل پڑھنا (۲) کثرت سے ذکر کرنا (۳) کثرت سے تلاوت کرنا ہمیں یہ باتیں بتانے کا مقصد یہی ہوتا تھا کہ ان تین عبادتوں میں سے جس میں بھی جی لگے کرتے رہیں۔

حضرت والا نے کثرت ذکر کی عادت بنانے کیلئے مجھے ہاتھ میں تسبیح رکھنے کی تلقین بھی فرمائی تھی کہ یہ ذکر اللہ کی یاد دہانی کرواتی ہے پھر اس میں بھی سہولت فرما دیتے ہیں کہ جی چاہے تو چھوٹی رکھو جی چاہے تو بڑی رکھو کوئی خاص مقدار دانوں کی متعین نہیں فرماتے۔

ذکر لسانی سے پورا فائدہ تب ہوتا ہے جبکہ ذکر قلبی بھی نصیب ہو۔ ذکرِ قلبی جس کو عرف عام میں دل کا جاری ہونا کہتے ہیں حضرت والا سے ذکرِ قلبی کا معنی اور مفہوم کئی مرتبہ سنا فرمایا کہ ذکر قلبی کا یہ معنی نہیں کہ دل سے دھک دھک کی آواز آنے لگے بلکہ ذکر قلبی کا مطلب ہے کہ دل کا اللہ کی طرف یعنی اللہ تعالی کے احکام کی طرف متوجہ رہنا۔

اب ظاہر ہے یہ کام بہت آسان ہے بس تھوڑی سی توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ ہر کام کو کرنے سے پہلے سوچ لے کہ یہ کام جائز ہے یا نا جائز۔ اگر جائز ہو تو کر لے اور اگر نا جائز ہو تو رک جائے بس جس کو یہ توفیق مل گئی گویا اس کو ذکر قلبی نصیب ہو گیا۔

آمین یارب العالمین بحرمۃالنبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

اشغال و مراقبات

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم امابعد

توجہ الی اللہ میں رسوخ و پختگی کیلئے مشائخ مختلف اشغال و مراقبات بھی بتلاتے ہیں۔ بندہ کو ایک بار تصور شیخ کا مراقبہ کرنے کا شوق ہوا لیکن چونکہ حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے مواعظ میں پڑھا تھا کہ اشغال و مراقبات اپنی مرضی سے نہیں کرنے چاہییں اس لیے بندہ نے حضرت والا سے پوچھا کہ تصور شیخ کا مراقبہ جائز ہے اور بندہ کرلے؟ فرمایا تصور شیخ کا مراقبہ جائز ہے لیکن آپ نہ کریں۔

اسی طرح بندہ نے حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کے مواعظ میں پڑھا کہ بعض بزرگ بطور مجاہدہ اور شغل کے صلوٰۃ معکوس پڑھتے تھے بندہ کو معنی سمجھ نہ آیا حضرت والا سے پوچھا تو مسکراتے ہوئے فرمایا یہ مجاہدہ کی صورت ہے کہ بعض اولیاء اپنے نفس کو سزا دینے کیلئے اپنے آپ کو کنویں میں الٹا لٹکا دیتے تھے لیکن حضرت والا ایسے مجاہدات واشغال کی اجازت نہیں دیتے۔

البتہ آسان آسان مراقبات بتلاتے رہتے ہیں جن سے پختگی اور یکسوئی بھی نصیب ہوتی ہے اور ثواب بھی ملتا ہے۔ حدیث جبریل میں ہے ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک یہ حدیث حضرت والا سے بکثرت سنی اور اس کا معنی اور مفہوم بھی کہ آدمی یہ مراقبہ اور تصور کرے کہ اللہ تعالی مجھے دیکھ رہے ہیں۔

اسی طرح حضرت والا نے دوران بیان سورت علق کی آیت الم یعلم

بان الله یری تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ آیت مبارکہ کا شان نزول اگرچہ خاص ہے لیکن اس کا حکم عام ہے ہر کسی کو یہ سوچنا چاہئے کہ کیا اللہ تعالی نہیں دیکھ رہے؟ یعنی جب ہر کسی کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہے ہیں تو پھر اس کے مقتضیٰ پر عمل بھی کرے کہ نیکی کرے اور گناہوں سے بچے۔

پھر یہ مراقبہ پختہ ہونے کی علامت بھی ایک واقعہ کے ذریعے بتلایا کرتے ہیں فرمایا کہ چند آدمی کسی اللہ والے کے پاس گئے انہوں نے یہی مراقبہ تجویز کیا کہ تصور کیا کرو کہ اللہ تعالی دیکھ رہے ہیں۔

پھر چند دن کے بعد جب انہوں نے آکر اطلاع دی تو شیخ نے امتحان لیا کہ سب کو ایک ایک کبوتر اور ایک ایک چھری دی اور فرمایا کہ جاؤ ہر ایک اپنے اپنے کبوتر کو ایسی جگہ ذبح کر کے لائے کہ جہاں اسے کوئی دیکھ نہ رہا ہو۔ چنانچہ سب کے سب گئے اور مختلف جگہوں میں چھپ چھپ کر ذبح کر کے لائے اور ایک مرید اسی طرح بغیر ذبح کئے لایا شیخ نے اس سے پوچھا کہ بھائی آپ نے ذبح کیوں نہیں کیا؟

اس نے جواب دیا کہ حضرت میں جہاں چھپنے کی کوشش کرتا وہی اللہ تعالی موجود ہوتے بڑی کوشش کی لیکن کوئی ایسی جگہ نہیں ملی جہاں اللہ تعالی دیکھ نہ رہے ہوں اس لئے بغیر ذبح کئے لے آیا ہوں تو شیخ نے فرمایا! ہاں تم مراقبے میں کامیاب اور باقی تمام ناکام۔

اسی طرح اچھے اخلاق کی پختگی کو پہچاننے کے متعلق بھی ایک واقعہ سنایا کرتے ہیں کہ کسی بزرگ نے بہت بڑے عالم کو دیکھ کر کہا ''اَخلاق ندارد'' ان کو پتہ چلا کہ فلاں بزرگوں نے میرے متعلق یہ جملہ کہا ہے بس یہ سننا تھا اور فوراً

اخلاق حسنہ اور اَخلاق رذیلہ پر ایک کتاب لکھ کر بزرگوں کے پاس بھیج دی۔

ان اللہ والوں نے کتاب دیکھتے ہی فرمایا کہ میں نے کب کہا تھا "اَخلاق نہ داند" یہ اَخلاق نہیں جانتے بلکہ میں نے کہا تھا "اَخلاق نہ دارد" کہ یہ اَخلاق نہیں رکھتے یعنی اَخلاق میں ان کو رسوخ و پختگی حاصل نہیں۔

اسی طرح حضرت والا نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ایک صاحب نے مجھے اصلاح کیلئے خط لکھا میں نے ان کو تبلیغ دین کا سبق دیا تو انہوں نے جواب میں لکھا کہ میں نے تو ساری کتاب پڑھ لی مجھے اور کتابیں بتلائیں۔ حضرت والا نے فرمایا میں نے ان کو جواب میں لکھا کہ میں تبلیغ دین پڑھواتا نہیں بلکہ ایک ایک خلق کی مشق کرواتا ہوں تا کہ یہ اخلاق خوب پختہ ہو جائیں۔

آمین یارب العالمین بحرمة النبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ و الہ

و اصحابہ و اتباعہ اجمعین

سالک وطالب اور مناسبت شیخ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم امابعد

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ باطنی ترقی کا راستہ طے کرنے میں مناسبت شیخ کو بہت دخل ہے کم از کم عقلی مناسبت تو ضرور ہو پھر اس سے بڑھ کر طبعی مناسبت کا درجہ نصیب ہو جائے تو سونے پر سہاگہ۔

حضرت والا مناسبت شیخ پیدا کرنے کے طریقے بھی بتلاتے رہتے ہیں ایک مرتبہ فرمایا کہ مناسبت شیخ پیدا کرنے کیلئے تین کام کریں۔ اطلاع، اتباع اور تتبع یعنی اپنے حالات کی شیخ کو اطلاع دیتا رہے پھر شیخ جو اعمال بتلائے ان کی پابندی کرے اگر کوئی دشواری ہو تو وہ بھی بتلائے اور اپنے شیخ کا ذوق تلاش کرے کہ میرے شیخ کا اصلاح میں ذوق کیا ہے آیا وہ کتابیں پڑھواتے اور اس پر عمل کرواتے ہیں یا توجہ ڈالتے ہیں یا مراقبات تلقین کرتے ہیں یا خاص خاص طریقہ پر ذکر واذکار تلقین کرتے ہیں غرض اپنے شیخ کا ذوق پہچاننے کی کوشش کرے تاکہ اپنے شیخ کی توجہات اور دعائیں زیادہ سے زیادہ ملیں۔

مناسبت شیخ پیدا کرنے کیلئے حضرت والا سے یہ بھی کئی بار سنا کہ ایک وقت میں دو شیخ نہ پکڑیں فرمایا کہ ایک وقت میں دو شیخ پکڑنا ایسا ہی ہے جیسا کہ دو کشتیوں میں پاؤں رکھنا حضرت والا کا یہ فرمان بھی آب زر سے لکھنے کے قابل ہے سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی یہی رائے تھی۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ میں بندہ نے خود پڑھا فرمایا کہ

جب میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیعت ہوا تو ساتھ ہی یہاں ایک اور بزرگ تھے ان سے بھی تعلق قائم کر لیا اور حاجی صاحب کو اطلاع دی تو حاجی صاحب نے پیغام بھیجا اس خادم کے ہوتے ہوئے اوروں سے تعلق قائم کرنے کی ضرورت نہیں پھر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس پیغام کے بعد میں نے ان بزرگوں سے تعلق ختم کر لیا۔

پھر تبلیغی جماعت جو بعض بزرگوں کے ہاں ابتدائی درجہ کا چلتا پھرتا مدرسہ ہے اور بعض کے ہاں ابتدائی درجہ کی خانقاہ ہے اسی لئے حضرت والا اپنے متعلقین کو تبلیغی جماعت میں جانے سے منع فرما دیتے ہیں۔

بندہ کے ایک دوست نے جو تھوڑا بہت جماعت کے ساتھ جاتے تھے حضرت والا کو اصلاحی تعلق کیلئے خط لکھا تو حضرت والا نے جو جواب دیا بندہ نے ان کے دکھانے پر خود پڑھا فرمایا کہ تبلیغی جماعت بہت اچھی لیکن ایک وقت میں دو پیر پکڑنا اچھا نہیں ہے اگر تبلیغی جماعت کے ساتھ جانا ہے تو مجھے خط لکھنے کی ضرورت نہیں سبحان اللہ کس طرح دو متضاد چیزوں کو جمع کر دیا۔

بندہ کی موجودگی میں ایک صاحب نے پوچھا کہ تبلیغی جماعت میں جانے سے اصلاح ہو جاتی ہے۔ فرمایا ہاں ہو جاتی ہے اور ایک صاحب نے پوچھا یہ جو تبلیغی جماعت میں بیان کے بعد تشکیل کیلئے نام لکھنے کی ترتیب ہے یہ کیسی ہے؟ فرمایا جائز ہے اسی طرح جو حضرت والا سے ضروری اصلاح کروا لیتا پھر تبلیغ وغیرہ کی اجازت مانگتا تو حضرت والا مناسب سمجھتے تو اجازت بھی عنایت فرما دیتے۔

بندہ کے ایک پیر بھائی جو ایک مسجد میں خطیب تھے عرصہ ہوا انہوں نے خود بتایا تھا کہ ہماری مسجد کے ساتھیوں نے مجھے چلہ لگانے کیلئے کہا تو میں نے

حضرت والا سے اجازت چاہی تو فرمایا کہ چلہ کیا آپ خواہ تین چلے لگا لو۔

اپنے شیخ کی توجہات لینے کے متعلق ایک مرتبہ فرمایا کہ اپنے شیخ سے دنیوی کاموں کے متعلق باتیں نہیں کرنا چاہئے کیونکہ شیخ تو خود دنیا سے کٹا ہوتا ہے اور دوسرں کو بھی دنیا سے کاٹتا ہے پھر فرمایا کہ ہاں اپنی اصلاح والی باتوں میں ضمناً دنیوی باتیں آجائیں تو کوئی حرج نہیں۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے پوچھا کہ حضرت اپنے شیخ کی مجلس میں کس نیت سے بیٹھیں حضرت والا نے فرمایا کہ یہ نیت اور تصور کریں کہ شیخ کے قلب سے نور کے بادل اُمڈ اُمڈ کر میرے دل پر برس رہے ہیں۔

آمین یارب العالمین بحرمۃالنبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

اصلاح اور اخلاص نیت

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم امابعد

ایک مرتبہ فرمایا کہ ایک بزرگ تھے ان کی خانقاہ میں ایک شخص کافی عرصہ سے ٹھہرا ہوا تھا لیکن اس کی حالت نہیں بدل رہی تھی لوگ بعد میں آ آ کر کامل بن رہے تھے لیکن وہ شخص وہیں کھڑا تھا ایک دن شیخ نے بلا کر پوچھا بھائی تجھے اتنے عرصے سے کوئی فائدہ نہیں ہورہا یہ تو بتلا تیری نیت کیا ہے؟ تو اس شخص نے کہا حضرت میری نیت ہے کہ اپنی اصلاح کرواکر پھر لوگوں کی اصلاح کروں گا شیخ نے فرمایا توبہ کر یہی نیت سدراہ ہے۔

حضرت والا نے یہ واقعہ سنا کر فرمایا بس آدمی یہی نیت رکھے کہ میری اصلاح ہوجائے اس سے آگے نہ سوچے مستقبل میں اگر اللہ تعالیٰ نے اصلاح کا

کام لینا ہوگا تو وہ لے ہی لیں گے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ شیخ سے خلافت لینے کی نیت کرنا مسیلمہ کذاب جیسا ارادہ کرنا ہے نعوذ باللہ من ذالک پھر فرمایا کہ مسیلمہ کذاب مدینہ منورہ کے باہر آکر ٹھہرا تھا اور ایمان لانے کیلئے یہ شرط رکھی تھی کہ آپ ﷺ مجھے اپنا خلیفہ بنادیں لیکن آپ ﷺ نے یہ شرط نہیں مانی بلکہ فرمایا اے مسیلمہ! اگر تو یہ چھڑی جو میرے ہاتھ میں ہے یہ لینے کی شرط لگائے تو میں یہ بھی نہیں مانوں گا چہ جائے کہ خلافت کی شرط۔

بندہ نے کئی مرتبہ سنا کہ مباح اعمال میں عبادت کی نیت کرلینا یہ اینٹ اور پتھر کو سونا بنانا ہے یعنی کھانے، پینے، سونے، جاگنے، اپنے بیوی بچوں سے خوش طبعی کرنے اور ضروری سودا سلف لانے وغیرہ میں عبادت کی تیاری کی نیت کرلینے سے یہ مباح اعمال بھی عبادت بن جاتے ہیں۔

یہ بھی بندہ نے کئی مرتبہ سنا فرمایا کہ اخلاص کے چھ درجے ہیں (۱) حصول جنت کی نیت کرنا (۲) دوزخ سے بچنے کی نیت کرنا (۳) ان دونوں سے اعلیٰ درجہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی نیت کرنا (۴) اس سے بھی اعلیٰ درجہ یا اللہ! جنت مانگتا ہوں نہ اس لئے کہ یہ میرا مقصد ہے بلکہ اس لئے کہ آپ کی رضا کا محل ہے (۵) اس سے بھی اونچا درجہ یا اللہ! اصل مقصد آپ کی رضا اور خوشنودی ہے لیکن مجھے جنت ہی مل جائے یہی کافی ہے (۶) سب سے اونچا درجہ کہ اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی ہے لیکن یہ الفاظ زبان پر نہ لائے بلکہ دل ہی دل میں ہوں اور زبان پر صرف یہ ہو کہ یا اللہ! جنت مانگتا ہوں۔

آمین یا رب العالمین بحرمة النبی الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔

وساوس اور علاج

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم امابعد

سالک کو دوران طریق شیطان وساوس کے ذریعہ بھی بہت پریشان کرتا ہے حالانکہ یہ پریشانی کی بات نہیں لیکن مبتدی کو بہت پریشانی ہوتی ہے حضرت والا اس کے بھی علاج بتلاتے رہتے ہیں۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ تین عبادتوں کے دوران وساوس بہت آتے ہیں۔ (۱) نماز (۲) تلاوت (۳) اور ذکر اللہ ہم مبتدیوں کو اس سے بہت تسلی ہوگئی ایک مرتبہ ایک صاحب نے پوچھا حضرت جی وساوس بہت آتے ہیں فرمایا آنے دو پھر کیا ہوا؟ یہی فرمایا تھا یا اس کے قریب کوئی اور لفظ فرمایا تھا ان صاحب کو اس سے تسلی ہوگئی۔

ایک مرتبہ بندہ کو شیطان نے بہت پریشان کیا کہ جب بھی اعمال میں لگتا تو بہت شدت سے یہ وسوسہ ڈالتا کہ تیرا مقصد تو حضرت صوفی صاحب سے خلافت لینا اور بزرگ کہلوانا ہے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا نہیں اور یہ وسوسہ بار بار ڈالتا جس سے بندہ بہت پریشان ہوتا تھا کہ اسی پریشانی کی کیفیت میں حضرت والا کو اطلاع کی تو حضرت والا نے جواباً فرمایا کہ جو خلافت کا طالب ہوتا ہے ہم اسے خلافت دیتے ہی نہیں اس لئے بے فکر ہو کر اپنے کام میں لگے رہو حضرت والا کے اس جملہ سے یہ وسوسہ ایسا ختم ہوا کہ نام ونشان بھی باقی نہ رہا۔

اسی طرح بندہ کے ایک استاد جی بندہ سے ناراض ہوگئے تھے بندہ نے بڑی لجاجت سے معذرت کی بلکہ جن صاحب نے انہیں بندہ کی کوئی کمزوری

بتلائی تھی یا غلط فہمی ہوئی گئی تھی ان سے بھی معافی مانگی کیونکہ یہ بھی بندہ کے استاد تھے لیکن پھر بھی بات نہ بنی تو شیطان پریشان کرنے لگا کہ اب تیرا کیا بنے گا؟ تو کیسے ترقی کرے گا؟

بندہ بہت پریشان ہوتا حضرت والا سے اپنی پریشانی کا ذکر کیا کہ بندہ کے ایک استاد جی بندہ سے ناراض ہیں معافی بھی مانگی لیکن استاد جی کی طبیعت پہلے کی طرح نہیں کھلی اب شیطان بہت پریشان کرتا ہے جی چاہتا ہے دوبارہ معافی مانگوں شاید راضی ہو جائیں فرمایا نہیں اصل معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے ہاں اب صرف دعا کا اہتمام رکھو حضرت والا کے اس جملہ سے طبیعت میں کافی سکون آ گیا۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ چند دن ہوئے شیطان نے مجھے بہت پریشان کیا عین نماز کے وقت آ کر کہتا تم صرف ایک مرتبہ کلمہ کفر کہہ دو پھر خواہ دوبارہ مسلمان ہو جانا فرمایا بہت مشکل ہوتی ادھر نماز پڑھانا شروع کی اور ساتھ ہی وسوسہ کہ قرأت کرنا بھی دشوار کئی دن یہ سلسلہ رہا کہ ایک دن نماز کے دوران ہی میں نے دل ہی دل میں کہا مر جاؤں گا لیکن تیری بات نہیں مانوں گا اور کلمہ کفر نہیں کہوں گا پھر نماز سے فارغ ہو کر زبان سے بھی یہ بات دہرائی بس شیطان بھاگ گیا۔

یہ اپنا واقعہ سنا کر فرمایا کہ وساوس سے زیادہ گھبرانا نہیں چاہئے ان کے ذریعے تو آدمی محقق بن جاتا ہے۔

آمین یارب العالمین بحرمۃالنبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ و الہ واصحابہ و اتباعہ اجمعین

چند معنوی کرامات

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم امابعد

حضرت والا سے یہ جملہ بمع مطلب سنا ہوا ہے الاستقامۃ فوق الکرامۃ کہ استقامت اور دین پر ثابت قدمی یہ ہزار کرامتوں سے بہتر ہے کیونکہ استقامت کرامت معنویہ ہے اور کرامت معنویہ کرامت ظاہرہ سے بھی اعلیٰ ہوتی ہے کیونکہ کرامت معنویہ سے قرب الٰہی میں ترقی ہوتی ہے اور یہ اختیاری بھی ہے جبکہ کرامت ظاہرہ یہ غیر اختیاری ہوتی ہیں جو عزت و شرف اور قربِ الٰہی پر علامت تو ہیں لیکن قرب الٰہی میں ترقی کا ذریعہ نہیں البتہ حبِّ شیخ کا ذریعہ ضرور ہے۔

حضرت والا کو کرامات ظاہرہ کے ساتھ ساتھ کرامات معنویہ بھی ایسی ایسی ملی ہوئی ہیں کہ جن کی طرف ہم متعلقین کو بہت توجہ کرنی چاہئے تاکہ حبِّ شیخ عقلی درجہ سے طبعی درجہ میں بدل جائے اور حب طبعی میں بھی دوام نصیب رہے کیونکہ حب شیخ درحقیقت حب الٰہی اور حب نبوی ﷺ ہی ہے۔

حضرت والا نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں سات سال کی عمر میں اپنے والد صاحب کی انگلی پکڑ کر نماز پڑھنے کیلئے ان کے ساتھ مسجد میں گیا پھر اس دن سے لیکر آج تک کوئی نماز قضا نہیں ہوئی۔ پھر فرمایا کہ میں نے طویل طویل کراچی تک سفر بھی کیے ہیں لیکن کبھی نماز قضا ہونے نہیں دی۔

حضرت والا کا یہ واقعہ جب ذہن میں آتا ہے تو ذہن حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ملفوظ کی طرف چلا جاتا ہے جو اپنے ایک مرید کے یہ

کہنے پر کہ میں نے آپ کی دس سال میں کوئی کرامت نہیں دیکھی تو فرمایا تھا کہ کیا ان دس سالوں کے عرصہ میں میرا کوئی عمل خلاف سنت بھی دیکھا ہے۔

حضرت والا نے درس نظامی میٹرک کے بعد شروع کیا تھا پھر صرف درس نظامی ہی نہیں پڑھا بلکہ کوشش فرما کر قرآن پاک بھی حفظ کیا اور قرأت سبعہ ثلاثہ بھی پڑھی پھر شوق تلاوت اس قدر تھا کہ بندہ نے خود دیکھا کہ فجر کی نماز پڑھانے کیلئے تشریف لا رہے ہیں اور راستہ میں آتے آتے تلاوت بھی فرما رہے ہیں اور تلاوت بھی انہی سورتوں کی فرماتے تھے جو نماز پڑھانے کے وقت پڑھنی ہوتی تھیں گویا نماز پڑھانے سے پہلے اس کی تیاری کرتے تھے اور بلند آواز سے اس لئے پڑھتے تھے تاکہ دوسروں کو علم ہو جائے اور وہ سلام وغیرہ نہ کریں۔

شروع شروع میں حضرت والا عصر کے بعد دس منٹ والی مجلس کے اختتام پر گھر تشریف لے جاتے تھے پھر جب ضعف کچھ زیادہ ہوا تو مسجد حسن کے دروازہ پر جو حضرت والا کا کمرہ تھا عصر تا عشاء تلاوت میں مصروف رہتے اور عشاء کی نماز پڑھا کر گھر تشریف لے جاتے تھے۔

حضرت والا کے ایک بہت پرانے مرید اور بندہ کے پیر بھائی نے بتلایا کہ جب حضرت والا کبیر والا میں پڑھاتے تھے تو کبیر والا سے فیصل آباد (اپنے آبائی گاؤں) آتے ہوئے تمام راستہ بس میں تلاوت فرماتے تھے اور یہ بھی بتلایا کہ وہاں ہفتہ میں ایک مرتبہ ایک جگہ وعظ کہنے کیلئے جاتے تھے تو راستہ میں آتے جاتے تلاوت فرماتے تھے اور ایک طالب علم قرآن پاک لیکر ساتھ ساتھ سنتا جاتا تھا۔

حضرت والا کو وقت کا قدر دان تو بہت ہی دیکھا ہے اپنے ایک ایک لمحہ

کی بہت قدر فرماتے ہیں حافظ عبدالغنی مرحوم (مؤذن مسجد حسن) نے عصر کے بعد دس منٹ والی مجلس کے ختم پر کہا کہ حضرت اَب آپ آرام فرمائیں حضرت والا نے جواباً فرمایا کہ یہ آرام کا وقت نہیں آرام تو قبر میں کرنا ہے پھر فرمایا کہ اب میں نے جا کر تلاوت کرنی ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ سونا تو ضروری ہے بغیر سونے کے گزارہ نہیں کسی کو چھ گھنٹے کسی کو آٹھ گھنٹے اور کسی کو دس بارہ گھنٹے بھی آرام کرنا پڑتا ہے پھر فرمایا کہ جتنے گھنٹے ڈاکٹر یا طبیب بتائیں یا خود آدمی اپنی صحت کیلئے جتنا مناسب سمجھے آرام کریں اسکے علاوہ ایک منٹ بھی اپنا ضائع نہ کریں۔

حضرت والا کے نظام الاوقات کو دیکھ کر مشہور محدث حضرت عبدالرحمٰن بن ابی نعیم رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ یاد آجاتا ہے کہ کسی شخص نے سوال کیا کہ اگر آپ کو معلوم ہو جائے کہ کل کو آپ کا انتقال ہونے والا ہے تو اس ایک دن میں کیا عمل کرو گے؟

حضرت محدث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں وہی عمل کروں گا جو روزانہ کرتا ہوں اس میں کوئی اضافہ نہیں کرسکوں گا کیونکہ میں نے اپنا نظام الاوقات ہی ایسا بنایا ہوا ہے کہ گویا میرا ہر دن آخری دن ہے۔

آمین یارب العالمین بحرمۃالنبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ و الہ واصحابہ و اتباعہ اجمعین

فقیہ، محدث اور شیخ کامل

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم امابعد

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ کامل کی علامت میں فرمایا ہے کہ دین کا ضروری علم ہو، کسی شیخ سے اصلاح کروا چکا ہو اور ان کی طرف سے آگے بیعت کی اجازت بھی ہو اور اس کی مجلس میں بیٹھنے سے دنیا کی محبت کم ہو اور آخرت کی زیادہ بس یہ شیخ کامل ہے اس سے استفادہ کریں خواہ اصطلاحی عالم نہ بھی ہو۔

لیکن یہ بندہ کی خوش نصیبی کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ایسی شخصیت کے قدموں میں بیٹھنے کی توفیق عطاء فرمادی جو وقت کے شیخ کامل بھی اور بہت بڑے فقیہ اور محدث بھی جن کی صحبت میں بیٹھنے والا بیک وقت ایک شیخ کامل اور فقیہ و محدث کی برکات پالیتا ہے۔

حضرت والا کو فقہ سے اس قدر مناسبت ہے کہ حضرت والا سے بندہ نے خود اجازت افتاء کا واقعہ سنا فرمایا جب میں فتوی کی مشق کیلئے مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دارالعلوم کراچی گیا اور ڈیڑھ ماہ گزارنے کے بعد واپسی کی اجازت چاہی تو حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب آپ فتوی دے سکتے ہو اگر پندرہ دن کیلئے پھر آجاؤ تو بہت اچھا۔

ایک مرتبہ فرمایا جو آدمی ایک صحیح فتوی جاری کردے اس کو ایک لاکھ خرچ (علاوہ اشاعت دین) کرنے سے بھی زیادہ اجر ملتا ہے کبھی حضرت والا

نے ایسے ہی فرمایا اور کبھی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے بیان فرمایا۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ فتوی دیتے وقت کتابیں اس ترتیب سے دیکھی جاتی ہیں پہلے فتاوی ہندیہ پھر فتاوی شامیہ پھر امداد الفتاوی اور آخر میں بہشتی زیور۔

چند سال ہوئے بندہ کو خود بڑی عمر کے عالم نے بتایا کہ میں حضرت صوفی صاحب مدظلہ کے پاس فتوی لینے کیلئے گیا تو حضرت صوفی صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ میں نے فتوی دینا چھوڑ دیا ہے اب فتوی نہیں دیتا۔

علوم حدیث سے بھی حضرت والا کو گہرا لگاؤ اور تعلق ہے جب جامعہ اشرفیہ کے سابقہ شیخ الحدیث حضرت مولانا مالک کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا اور غور وفکر شروع ہوا کہ آئندہ کیلئے یہ منصب کس کے سپرد کیا جائے تو اسی دوران جامعہ اشرفیہ کے ایک بڑے مدرس کو نبی پاک ﷺ کی خواب میں زیارت ہوئی کہ آپ ﷺ جامعہ اشرفیہ تشریف لائے اور سیدھے حضرت والا کے گھر گئے انہوں نے اپنا خواب مولانا عبید اللہ صاحب مدظلہ کو آکر سنایا بس یہ سننا تھا کہ مولانا عبید اللہ صاحب مدظلہ کیلئے فیصلہ کرنا آسان ہوگیا اور حضرت والا کے گھر آکر صحیح بخاری آپ کے سپرد کردی۔

بندہ نے یہ خواب ثقہ آدمی سے سنا ہے جس کا کہنا تھا کہ میں نے براہ راست خواب دیکھنے والے کی زبان مبارک سے سنا ہے۔

آمین یارب العالمین بحرمۃ النبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ و الہ واصحابہ و اتباعہ اجمعین۔

تذکرۃ الشیوخ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم امابعد

حضرت والا نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد والی مسجد کی سیڑھیاں اتر رہا تھا کہ مجھے مولانا جلیل احمد شیروانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا آپ مفتی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کے بیعت ہو گئے ہو؟ حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے کہا ابھی نہیں ہوا میں نے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی تھی حضرت مفتی صاحب نے فرمایا تھا کہ ابھی ٹھہر جاؤ مناسبت ہو جائے پھر بیعت ہو جانا۔

حضرت والا نے فرمایا مولانا جلیل احمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھے فرمایا جاؤ مفتی صاحب سے کہو حضرت مناسبت ہو گئی ہے مجھے بیعت فرمالو حضرت والا فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مفتی صاحب سے جا کر ایسے ہی عرض کیا تو حضرت مفتی صاحب نے مجھے بیعت فرمالیا۔ حضرت والا نے یہ اپنی بیعت کا واقعہ ایسی خوشی اور محبت والے انداز میں سنایا کہ لفظ لفظ سے حُبِ شیخ ٹپکتی تھی۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ حضرت مفتی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں فکر آخرت بہت تھی ہر وقت فکر آخرت کا ایک اثر محسوس ہوتا تھا لیکن ہم متعلقین کی رعایت کیلئے فرماتے تھے کہ آخرت سے ہلکی سی غفلت ہو تو کوئی حرج نہیں۔

ایک مجلس میں فرمایا کہ مولانا جلیل احمد شیروانی رحمۃ اللہ علیہ نے ڈاکٹر اقبال مرحوم کا ایک شعر بدل کر حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم صاحب کا شعر یہ تھا:

؎ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

مولانا جلیل احمد شیروانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو یوں بدلا:

؎ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
تو خود خدا سے پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

مولانا جلیل احمد شیروانی صاحب نے جب یہ شعر بدل کر حضرت مفتی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا تو حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ شعر تو اب بنا ہے

ایک مرتبہ فرمایا کہ ہندوستان میں ایک صاحب کشف و کرامت بزرگ ہیں ان کا کشف ہے کہ جو شخص مولانا جلیل احمد شیروانی صاحب یا مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہما کی قبر پر حاضری دے آئے گا اس کی بخشش ہو جائے گی۔ سبحان اللہ کتنے اونچے درجہ کی یہ شخصیات ہیں۔

پھر حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے خود ان سے پوچھا کہ آپ کے اس کشف کا کیا معنی ہے؟ انہوں نے بتایا میرے اس کشف کا مطلب ہے جو آدمی ان حضرات کی قبر پر حاضری دے گا تو اسے ان حضرات کی برکت سے فوراً نیکی کی قوت ملے گی پھر اگر کوئی اس نیکی کی قوت سے کام لے تو بہت جلد نیکی میں پختہ ہو جائے گا اور اپنی بخشش کروالے گا۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ میں مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے مولانا وکیل احمد شیروانی صاحب کے گھر گیا تو وہاں میرے بڑے بھائی مولانا انور صاحب اور مفتی جمیل احمد صاحب (رحمۃ اللہ علیہما) بھی انتظار میں بیٹھے تھے کہ بھائی صاحب نے مفتی جمیل احمد صاحب سے سوال کیا ہوا تھا کہ

جنت میں قضائے حاجت تو ہوگی نہیں جتنا بھی کھاتے پیتے جائیں گے وہ جزو بدن بنے گا جس سے جسم بڑھتا جائے گا اس طرح تو انسانوں کے جسم بہت بڑھ جائیں گے۔

حضرت والا نے فرمایا عین اس موقع پر میں بھی پہنچ گیا اور میں نے کہا اس کا جواب میں دیتا ہوں پھر فرمایا کہ جنت میں کھانے کے بعد جنتیوں کو خوشبو دار پسینہ آئے گا اور خوشبودار ڈکار آئیں گے جن کے ذریعے کھانا ہضم ہو جائے گا اور فضلات خارج ہو جائیں گے اور جنتیوں کے جسم نہیں بڑھیں گے۔

حضرت والا نے اپنے شیوخ ثلاثہ، شیخ اول حضرت مفتی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ثانی حضرت حاجی محمد شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ثالث حضرت مسیح الامت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں سے اوّل الذکر دونوں بزرگوں کے حالات پر ایک مختصر اور جامع رسالہ ''فیوض الاکابر'' کے نام سے لکھا ہے جس کا ایک ایک لفظ ایک ایک لاکھ کا ہے۔ بندہ نے یہ رسالہ اپنے پاس رکھا ہوا ہے جب بھی اسے پڑھتا ہوں تو ایک نئی لذت اور نیکی کا ایک نیا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

حضرت والا نے دینی تعلیم کیسے شروع کی اس کا واقعہ کئی مرتبہ سنایا ایک مرتبہ فرمایا میرے ماموں جان ہمیں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ پڑھنے کیلئے دیتے تھے ان کو پڑھتے پڑھتے ایک دن شدت سے خیال آیا کہ میں جتنی محنت دنیوی تعلیم پر کر رہا ہوں اگر یہی دینی تعلیم پر کروں تو کتنا فائدہ ہو بس دینی تعلیم حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا اور والد صاحب سے چپکے چپکے تیاری کرنے لگا اور اس وقت جہلم سے لاہور کا کرایہ پانچ روپے تھا وہ کسی سے ادھار

پکڑ کرلیا اور والد صاحب کو کچھ شک سا پڑ گیا اور پوچھنے لگے کہ یہ کہاں کی تیاری کر رہے ہو۔

حضرت والا نے فرمایا جھوٹ بولنا تو گناہ تھا میں نے سچ سچ بتا دیا کہ میں دینی تعلیم کیلئے جامعہ اشرفیہ لاہور حضرت مفتی حسن صاحب کے پاس جا رہا ہوں والد صاحب نے فرمایا دیکھو میٹرک کا امتحان دے لو پھر چلے جانا پھر فرمایا میں نے بات مان لی امتحان قریب تھا دو ماہ کے بعد امتحان دیدیا اور والد صاحب نے اپنا وعدہ پورا کیا۔

ایک مرتبہ فرمایا میں سکول میں بھی بہت محنت کرتا تھا کہ جماعت میں اوّل اوّل آتا تھا اور والد صاحب مجھے انجینئرنگ کالج میں داخل کروانا چاہتے تھے ایک مرتبہ یوں فرمایا کہ ہمارے گھر میں یہ طے ہوا میٹرک کے بعد جو فیصلہ حضرت مفتی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمائیں گے دنیوی تعلیم کا یا دینی تعلیم کا اس کو سب قبول کرلیں۔

پھر فرمایا کہ میں نے حضرت مفتی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ ایک باپ بیٹا آپ کے پاس فیصلہ لینے آئیں کہ بیٹا دینی تعلیم پڑھنا چاہے اور باپ دینوی تعلیم تو کیا فیصلہ فرمائیں گے۔

پھر فرمایا کہ جب میرے والد صاحب اور میرے بڑے بھائی حضرت مفتی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس فیصلہ لینے گئے تو حضرت مفتی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تکیہ کے نیچے سے میرا خط نکال کر ان کے سامنے رکھ دیا کہ اب تو دینی تعلیم کا فیصلہ دیتا ہوں چنانچہ میں جامعہ اشرفیہ پڑھنے کیلئے آ گیا۔

تواضع اور عبدیت

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم امابعد

حضرت والا میں تواضع اور عبدیت بھی بہت اونچے درجہ کی ہے اسی تواضع اور عبدیت کی وجہ سے اپنے چھوٹوں کو بھی اس طرح مخاطب فرماتے ہیں جیسے اپنے بڑوں کو کیا جاتا ہے بندہ ناچیز کو جب بھی مخاطب کیا تو یوں فرمایا خلیل صاحب یہ مجھے ہی نہیں بلکہ ہر کسی کو ایسے ہی فرماتے ہیں یہ تواضع اور عبدیت ہی تو ہے۔

تواضع اور عبدیت ہی کی وجہ سے حضرت والا کی یہ عادت مبارکہ ہے کہ جب بھی مسجد میں تشریف لاتے ہیں تو اپنا جوتا اتار کر خود اپنے بائیں ہاتھ میں اٹھا کر مسجد میں رکھتے ہیں اور واپسی پر بھی خود اپنا جوتا اٹھاتے ہیں۔

اپنا جوتا خود اٹھانے پر چشم دید واقعہ سناتا ہوں کہ عصر کے بعد ایک صاحب نے حضرت والا سے آکر کہا کہ میں نے بیعت کے متعلق استخارہ کیا تھا کہ کس کا بیعت ہوں تو مجھے خواب میں کسی نے کہا کہ ایسے شیخ کے بیعت ہونا جو اپنا جوتا خود اٹھاتے ہیں بیدار ہو کر میں لوگوں سے پوچھنے لگا تو کسی صاحب نے مجھے آپ کا پتہ بتایا اب آپ کی خدمت میں آیا ہوں مجھے بیعت فرمالیں۔ حضرت والا نے فرمایا ٹھیک ہے اصلاحی تعلق کیلئے خط لکھو۔

اسی طرح جب سبق پڑھانے کیلئے تشریف لاتے ہیں تو اپنی کتاب خود اٹھا کر لاتے تھے پھر جب بڑھاپا کچھ زیادہ ہوا اور ہاتھ میں لاٹھی رکھنا شروع کی اور اسی کے سہارے چلنے لگے تو کتاب ایک بستے میں ڈال کر گلے میں سینے پر لٹکا

لیتے تھے اور اس طرح درس گاہ میں تشریف لاتے اور بیٹھ کر گلے سے بستہ نکال کر اسے کھولتے اور کتاب نکال کر سبق پڑھانا شروع فرما دیتے۔ البتہ اب ضعف بہت زیادہ ہے گھر سے درس گاہ اور مسجد تک چلنا بھی دشوار ہے اب کتاب آپ کے خادم کے ہاتھ میں ہوتی ہے سبق بھی کرسی پر بیٹھ کر پڑھاتے ہیں اور نماز بھی کرسی پر بیٹھ کر ہی پڑھتے ہیں۔

ایک مرتبہ جمعہ المبارک کے دن عصر کی مجلس کے بعد جب نماز مغرب کیلئے مسجد کی طرف چلے تو ہم متعلقین بھی ساتھ تھے مسجد کے ہال میں مولانا عبدالرحمٰن اشرفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ من تواضع لله رفعه الله والی حدیث کی تشریح فرما رہے تھے کہ جو سلام میں پہل کرے وہ تواضع والا کہلائے گا حضرت والا نے ہال کے دروازہ سے داخل ہو کر سامنے مولانا عبیداللہ صاحب دامت برکاتہم کو بیٹھے دیکھا تو ان کی طرف بڑھے اور ان کو سلام بھی کہا اور مصافحہ بھی کیا۔

اسی طرح ایک دن نماز عصر کے بعد مولانا عبیداللہ صاحب دامت برکاتہم جب کسی کا نکاح پڑھانے کیلئے مصلیٰ کے قریب تشریف لائے تو حضرت والا نے سلام اور مصافحہ بھی کیا اور ان کے دونوں ہاتھوں کو بوسہ بھی دیا یہ حضرت والا کی تواضع اور عبدیت ہی تھی اور فنافی الشیخ کا اثر تھا۔

ہمارے دادا شیخ حضرت مفتی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور پردادا شیخ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ میں بھی بہت تواضع اور عبدیت تھی کیونکہ یہ سب نبی پاک ﷺ کے سچے وارثین تھے اور سچے وارثین میں تواضع اور عبدیت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہی ہے بلکہ سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے

سلسلہ کی تو یہ نمایاں خوبی ہے بس جسے دیکھو وہ اپنے آپ کو مٹانے اور فنا کرنے میں لگا ہوا ہے اولئك ابائی فجئنی بمثلهم۔

ایک مرتبہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حضرت کے متعدد خلفاء بھی شریک تھے کہ اختتام مجلس پر ان خلفاء میں سے کسی ایک شخصیت نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ حضرت آپ کی مجلس میں مجھ پر یہ حالت ہوتی ہے کہ اپنے آپ کو سب سے گھٹیا سمجھتا ہوں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سن کر فرمایا میری اپنی حالت بھی یہی ہوتی ہے گویا اشارہ فرمادیا کہ یہ اچھی حالت ہے۔

ایک مرتبہ مغرب کی نماز کے بعد حضرت والا گھر کی طرف جانے کی بجائے مدرسہ کے مین گیٹ کی طرف چلے بندہ ناچیز اور ایک دو ساتھی اور ساتھ ہو لئے حضرت والا گیٹ سے باہر ایک بجلی کی دوکان پر گئے اور اپنے گھر کے کسی خراب پنکھا وغیرہ کی بات کی اور واپس تشریف لے آئے۔ حالانکہ اس قسم کے کاموں کیلئے حضرت والا کے کتنے شاگرد اور مریدین موجود تھے جو اشارہ پر بھی جان دینے کو تیار البتہ کبھی کبھی ہم متعلقین کی دل جوئی کیلئے کوئی ہلکا سا کام ذمہ لگا دیتے ایک مرتبہ بندہ حضرت والا کے پاس گیا ہوا تھا کہ حضرت والا آخری سبق پڑھا کر گھر جانے کی بجائے مسجد میں تشریف لے آتے تھے اور مسجد میں کرسی پر بیٹھ کر نماز ظہر تک خطوط کے جواب لکھتے تھے بندہ بھی پاس بیٹھ جاتا تھا ایک دن ایک خط اور لفافہ مجھے پکڑا کر فرمایا یہ لفافہ بند کر کے لیٹر بکس میں ڈال دینا۔

آمین یارب العالمین بحرمۃالنبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ و الہ واصحابہ و اتباعہ اجمعین

فکر آخرت اور خوش طبعی

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم امابعد

حضرت والا پر فکر آخرت کا بھی خاص غلبہ ہے بات بات میں دنیا سے بے رغبتی اور فکر آخرت ٹپکتی ہے ایک مرتبہ فرمایا کہ آدمی اتنی نیکیاں کرے اتنی نیکیاں کرے کہ مرنے کے بعد کسی کی طرف دیکھنا نہ پڑے ایک بار فرمایا جو گناہ کرتا ہے وہ ولی نہیں ہوسکتا جو گناہ کرتا ہے وہ ولی نہیں ہوسکتا ایک بار فرمایا دنیا کا کیا ہے یہ تو آدمی چھابڑی لگا کر بھی گزار سکتا ہے۔

دنیا سے بے رغبتی اور فکر آخرت اس قدر ہے کہ ایک مرتبہ عصر کے بعد والی مجلس کے آخر میں دو تین ساتھیوں نے تھوڑا تھوڑا ہدیہ پیش کیا تو فرمانے لگے میں نے اتنا ہدیہ کیا کرنا ہے جو غالباً ایک ہزار کے قریب ہوگا۔

زہد فی الدنیا اور فکر آخرت کے ساتھ ساتھ حضرت والا کو خداداد رعب بھی ملا ہوا ہے بندہ نے بڑی بڑی شخصیات پر بھی حضرت والا کا خاص رعب دیکھا اگر حضرت والا پر تبسم اور خوش طبعی والی کیفیت نہ ہو تو شاید بہت سوں کو استفادہ کرنا بھی مشکل ہوتا۔

اتباع سنت میں حضرت والا خوش طبعی والے واقعات بھی سناتے رہتے ہیں ایک بار مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ایک آدمی نے مجھے آکر کہا کہ آپ تابعی بننا چاہتے ہیں حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے سوچا ہوسکتا ہے اس کا کسی جن صحابی سے تعلق ہو (یہ حسن ظن ہے) میں نے کہا ہاں بنادو تو وہ مجھے کمرے سے باہر لے جا کر کہتا سورج کی طرف دیکھو اور درود شریف پڑھو پھر مجھے پوچھنے لگا کچھ نظر آیا؟

میں نے کہا کچھ نہیں کہنے لگا اندر آجاؤ مبارک ہو آپ تابعی بن گئے۔

حضرت والا نے فرمایا وہ کیسے؟ تو وہ آدمی کہنے لگا تم نے سورج کو دیکھ لیا اور اس نے آپ ﷺ کی زیارت کی ہے لہذا آپ کو مبارک ہو آپ تابعی بن گئے مجلس میں موجود سب ہی ہنس پڑے اور حضرت والا نے ہنستے ہوئے فرمایا کہ میں نے اسے کہا تابعی ایسے نہیں بنتے تابعی تو آدمی تب بنتا ہے جب کسی صحابی کی زیارت کرے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ ہُد ہُد نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے مزاح کیا تھا وہ اس طرح کہ ہُد ہُد نے کہا کہ حضرت آپ کی اور آپ کے لشکر کی فلاں دن میری طرف سے سمندر کے کنارے دعوت ہے حضرت سلیمان علیہ السلام مقررہ دن اپنے لشکر کو لے کر سمندر کے کنارے پہنچ گئے اور ہُد ہُد سے کہا کہ ہم آگئے لاؤ کھانا۔

ہدہد نے ایک ٹڈی پکڑی اور دو ٹکڑے کر کے سمندر میں پھینک دی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو کہنے لگا کہ حضرت کھائیں بوٹی نہ ملی تو شوربا تو مل ہی جائے گا سبحان اللہ یہ ہے انبیاء کی شان کہ جانوروں تک کی بھی اتنی رعایت۔

ایک بار فرمایا کہ مجھے ماش کی دال بہت پسند ہے جس دن گھر میں ماش کی دال پکے تو میری عید ہوتی ہے پھر فرمایا جمعہ پڑھانے گیا تو وہاں بھی ماش کی دال تھی گھر آیا تو شام کو گھر پر بھی ماش کی دال پھر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میری تو دو عیدیں ہو گئیں۔

پھر فرمایا کہ جس طرح دنیا میں کسی کو دال پسند اور کسی کو گوشت اسی طرح جنت میں بھی درجات اعلیٰ و ادنیٰ ہونگے۔ لیکن ہر آدمی اپنے درجہ پر مطمئن ہوگا

اعلیٰ کو ادنیٰ اور ادنیٰ کو اعلیٰ کی خواہش نہیں ہوگی۔

ایک بار فرمایا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں ملکہ وکٹوریہ نے کہا کہ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں لیکن میرے دل میں ایک شبہ ہے اور وہ یہ کہ آپ کے نبی ﷺ حاکم و بادشاہ بھی تھے اور بادشاہ کیلئے مزاح وخوش طبعی اچھی نہیں ہوتی کیونکہ اس سے رعب ختم ہو جاتا ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے اسے جواب دیا کہ یہ عام بادشاہ کی بات ہے ہمارے نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بہت رعب عطاء کیا ہوا تھا کہ اگر آپ مزاح وخوش طبعی نہ فرماتے تو شاید صحابہ دین ہی نہ سیکھ سکتے سبحان اللہ کیسا پیارا جواب ہے۔

جب آپ ﷺ کے غلاموں کو اتنا رعب ملا ہے کہ بڑے بڑے بادشاہوں کو وہ نصیب نہیں تو اس سے اندازہ لگائیں کہ آپ ﷺ کو کتنا رعب ملا ہوگا؟

آمین یارب العالمین بحرمۃ النبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ و الہ واصحابہ و اتباعہ اجمعین

اتباع سنت اور بدعات سے نفرت

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم امابعد

حضرت والا نے ایک مرتبہ قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی فراست کا واقعہ سنایا کہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع ملی کہ کوئی بزرگ اپنے گھر سے حج کیلئے پیدل چلے ہیں اور ہر ہر قدم پر دو دو نفل بھی پڑھتے ہیں۔

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے متعلقین سے فرمایا کہ ایسے بزرگ کی تو زیارت کرنی چاہیے پھر لوگوں نے اطلاع دی کہ وہ یہاں سے کافی آگے گزر گئے ہیں البتہ ان کی عبادت والی جگہ کے نشان لگے ہوئے ہیں۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نماز والی جگہ کی ہی زیارت کر لینا چاہیے پھر جب آپ وہاں تشریف لے گئے اور نماز والے نشانات دیکھے تو فرمایا کہ یہ ولی نہیں ہے۔

پھر چند ہی دنوں بعد خبر ملی کہ یہ اٹلی کا جاسوس تھا جو جرمن حکومت کی اس انداز میں جاسوسی کر رہا تھا لوگوں نے حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت آپ کو کیسے پتا چلا تھا کہ یہ ولی نہیں ہے۔

فرمایا کہ جب میں نے اس کے سجدہ کے نشانات دیکھے تو ہاتھوں کے نشانات کافی اوپر تھے جو خلاف سنت ہیں وہاں سے میں سمجھا کہ یہ اللہ کا ولی نہیں ہے اگر یہ اللہ کا ولی ہوتا تو ضرور نماز میں تمام اعضاء کے نشانات سنت کے مطابق ہوتے۔

حضرت والا اب تو معذوری کی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں بندہ کو بحمدہ تعالیٰ صحت والے زمانہ میں حضرت والا کی نمازیں دیکھنے کی اور حضرت والا کے پیچھے نمازیں پڑھنے کی سعادت ملی ہے بلکہ بندہ کو اپنی نماز کی بعض خامیاں حضرت والا کی نماز کو دیکھ کر ٹھیک کرنے کی توفیق ملی ہے حضرت والا کو عبادات و عادات ہی میں نہیں بلکہ معاملات و معاشرت میں بھی نہایت سنن و مستحبات کا پابند دیکھا جس کو لفظوں میں بیان کرنا بڑا مشکل ہے۔

ایک مرتبہ عصر کی نماز پڑھا کر پرانے دارالحدیث کے ساتھ والے کمرہ میں دس منٹ والی مجلس کیلئے تشریف لے جا رہے تھے کہ ہم متعلقین بھی ساتھ تھے کہ کسی آدمی نے کہا کہ حضرت یہ کتنا گند پڑا ہے حضرت والا نے اپنے خاص انداز میں فرمایا کہ یہ میرے ذمہ ہے گویا اشارہ فرمایا کہ جو کام جس کے ذمہ ہو اس کو بتانا چاہیے اور بلا ضرورت دوسروں کے کاموں میں دخل بھی نہیں دینا چاہیے۔

اسی طرح حضرت والا سے وعظ میں یہ شعر بھی سنا ہوا ہے "کار خود کن کار بیگانہ مکن" واقعتاً اگر ہم حضرت والا کے اس اصول پر عمل کر لیں تو ہماری بہت سی معاشرتی خرابیاں دور ہو جائیں اور ہمارے معاملات و معاشرت سنت کے نہایت قریب ہو جائیں۔

حضرت والا کو جس قدر سنت سے محبت ہے اسی طرح بدعات سے نہایت نفرت ہے ایک بار فرمایا بدعات ایجاد کرنا در پردہ نبوت کا دعویٰ کرنا ہے کہ گویا بدعتی بدعت ایجاد کر کے یہ بتلانا چاہتا ہے کہ دین میں یہ کمی رہ گئی تھی جس کو میں پورا کرتا ہوں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

ایک بار فرمایا مرگ وفات کے موقعہ پر ایک آتا ہے اور کہتا ہے کہ فاتحہ

پڑھو پھر دوسرا آتا ہے وہ کہتا ہے فاتحہ کہو پھر تیسرا آتا ہے کہ فاتحہ کہو پھر خاص انداز میں فرمایا یہ تو بدعات ہیں۔

ایک دن دس منٹ والی مجلس میں جب بدعات کی خوب تردید کی اور ہمارے دلوں میں نفرت بٹھانا چاہی تو مجلس کے بعد ایک معمر آدمی جو حضرت والا سے کچھ کھلی سی گفتگو کر لیتا تھا وہ کہنے لگا حضرت پھر امت میں اتحاد کیسے پیدا ہوگا فرمایا امریکہ سے جنگ ہی اچھی ہندوستان سے جنگ ہی اچھی۔

سبحان اللہ کتنے پیارے انداز میں مشکل مسئلہ حل کر دیا کہ اتحاد کے لیے بدعات کو سنت بنانے کی کوشش کرنا اس کی کیا ضرورت ہے اگر یہ لوگ بدعات کو سنت منوا کر اتحاد چاہتے ہیں تو ایسے اتحاد کی کیا ضرورت؟ کیونکہ فائدہ مند اتحاد وہ ہوتا کہ جس میں اہل باطل کو سمجھایا جائے کہ وہ اہل حق کی اطاعت کریں۔

بندہ کے استاد زادہ مولانا احمد صاحب نے اپنے والد ماجد استاد جی مولانا یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر حضرت والا سے فرمایا کہ جی چاہتا ہے کہ اپنے والد صاحب کیلئے ستر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھ کر ایصال ثواب کروں حضرت والا نے فرمایا کہ ٹھیک ہے مناسب ہے لیکن خود پڑھیں کسی سے نہ پڑھوائیں۔

سبحان اللہ کس قدر باریک باتوں پر نگاہ ہے کہ ایسے طریقہ کی اجازت دی کہ ایصال ثواب بھی ہو جائے اور بدعت سے بھی بچ جائیں۔

آمین یارب العالمین بحرمۃ النبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ و الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

حسن معاشرت اور متعلقین کی رعایت

نحمده و نصلی و نسلم علی رسوله الکریم امابعد

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ میں پڑھا کہ حسن معاشرت کا معنی ہے کہ دوسروں کی اپنے نفس سے بھی زیادہ رعایت کرنا جب یہ بات پڑھی تو حضرت والا کی طرف بھی توجہ چلی گئی کہ اور تو اور ہم متعلقین جو اصلاح کے لیے آئے ہوئے ہیں ان کی بھی اتنی رعایت فرماتے ہیں کہ بس یوں ہی لگتا ہے کہ جیسے یہ حضرت ہی کا حصہ ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ عبدالرحمٰن (حضرت والا کے چھوٹے بیٹے) کے خسر سکھر والوں نے بہت کوشش کی کہ میں وعظ کے لیے سکھر آیا کروں پھر جب مایوس ہوگئے تو میں نے ان کو مشورہ دیا کہ مفتی عبدالقادر صاحب (شیخ الحدیث دارالعلوم کبیر والا جو وفات پا گئے حضرت والا کے اجل خلفاء میں سے تھے) بہت اچھا وعظ کرتے ہیں ان سے بات کرلو اگر وہ مان جائیں تو ان کو بلا لیا کرو ہاں اگر وہ مجھ سے اجازت مانگیں گے تو میں ان کو اجازت دے دوں گا۔

اسی طرح ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت والا دوپہر کو جب سنن ابی داؤد کا سبق پڑھا کر فارغ ہوئے اور گھر کی طرف چلے تو ایک نوجوان عالم جو حضرت والا کے خلیفہ بھی تھے ان کا اپنے کسی دوست یا عزیز کے ساتھ اختلاف تھا جو وہ حضرت والا کو پہلے کہیں بتلا چکے تھے اس کے متعلق دوبارہ یاد کروایا تو حضرت والا نے فرمایا ہاں مجھے یاد ہے میں نے آج دوپہر کا ان کو کہا تھا جاؤ ان کو بلالاؤ تم دونوں کو اکٹھے بٹھا کر دونوں کی بات سن کر فیصلہ کروں گا پھر جب وہ آئے

تو میں دیکھ کر حیران ہو گیا کہ سر سے پاؤں تک وضع قطع خلاف سنت اور آتے ہی اس نے بات بھی قدرے سخت انداز میں کی حضرت والا نے اس کو تھوڑا سا غصہ میں ڈانٹا اور پھر مسکرانے لگے۔

حضرت والا کی یہ کیفیت دیکھ کر یوں لگا جیسے غصہ حضرت والا کی لونڈی ہے جب چاہا حاضر کر لیا اور جب چاہا دھتکار دیا اسی دوران حضرت کے چھوٹے صاحبزادے مولانا عبدالرحمٰن صاحب گھر سے باہر نکلے تو حضرت والا نے ان سے کہا کہ عبدالرحمٰن! ان دونوں کو میرے کمرے میں لے آؤ ان دونوں کی بات سن کر فیصلہ کرتا ہوں۔

پھر کیا ہوا یہ بندہ کے علم میں نہیں لیکن یہ واقعہ اب تک میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ ایک طرف پینٹ پتلون والا شخص اور دوسری طرف عالم اور حضرت کا خلیفہ لیکن فیصلہ صرف اپنے عالم خلیفہ کی بات سن کر نہیں فرمایا بلکہ دونوں کی بات کو سننا ضروری سمجھا۔ سبحان اللہ حضرت والا کے اس طریقہ کو اگر ہم اپنا لیں تو ہمارے گھر حسن معاشرت کا نمونہ بن جائیں۔

اسی طرح میرے ایک عالم پیر بھائی نے مجھے خود بتایا کہ میں نے حضرت والا کو خط میں اپنی شادی کے متعلق لکھا کہ آپ مناسب سمجھیں تو کہیں رشتہ کروا دیں۔ حضرت والا نے جواب میں اپنے عزیزوں میں کوئی رشتہ بتلا دیا اور فرمایا کہ اپنی والدہ وغیرہ کو بھیج کر بات چلا لو پھر ان کا کہنا تھا کہ میں نے دوسرے خط میں دوبارہ یہ پوچھا کہ حضرت لڑکی کی عمر کتنی ہے حضرت والا نے جو جواب دیا وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے وہ ساتھی کہتے ہیں کہ حضرت والا نے لکھا کہ لڑکی کی عمر اٹھائیس (۲۸) سال ہے البتہ دیکھنے میں بیس (۲۰) سال کی

لگتی ہے۔

کچھ عرصہ ہوا بندہ کچھ ایسی بیماری میں مبتلا ہوا کہ ڈاکٹروں نے پڑھنے پڑھانے پر کچھ عرصہ پابندی لگادی کہ مطالعہ وغیرہ بالکل نہیں کرنا مکمل آرام کرنا ہے جب کچھ طبیعت سنبھلی تو حضرت والا کے پاس ایک چلہ گزارنے کی نیت سے آگیا کہ جب پڑھنا پڑھانا موقوف ہے تو حضرت والا کی صحبت میں ایک چلہ تو گزارلوں آرام والی ضرورت ضمناً پوری ہو جائے گی۔

خانقاہ میں ٹھہرے ہوئے غالباً مہینہ کے قریب ہوا تھا کہ بندہ کے پیر بھائی اور حضرت والا کے خادم جناب رفیق صاحب نے مجھے کہا کہ حضرت والا کے چھوٹے بیٹے مولانا عبدالرحمٰن صاحب عمرہ پر گئے ہیں ان کی جگہ جمعہ پڑھانا ہے اگر آپ پڑھا دیں میں نے کہا کہ مجھے انکار نہیں بشرطیکہ حضرت والا کی اجازت ہو بھائی رفیق صاحب نے کہا ٹھیک ہے پھر انہوں نے اپنے طور پر میرے متعلق حضرت والا کو بتلایا نماز عصر والی مجلس کے بعد حضرت والا نے فرمایا کہ میری طرف سے آپ کو جمعہ پڑھانے کی اجازت ہے۔

سبحان اللہ کس قدر میری رعایت کی حالانکہ اگر مجھے حکم بھی فرماتے تو اسے اپنی سعادت مندی سمجھتا پھر بندہ کو ایک متبع سنت نوجوان پہلے جمعہ کو گاڑی پر اور دوسرے جمعہ کو رکشہ پر لے گیا اور دوبارہ خانقاہ میں چھوڑ گیا وعظ کیا کہنا تھا حضرت والا سے ہی پہلے دو جمعوں میں سورۃ العصر پر دو وعظ سنے تھے وہی جا کر سنا دیئے۔

آمین یارب العالمین بحرمۃالنبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ و الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

استغنا اور محبت و شفقت

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم امابعد

حضرت والا نے ایک دن عصر کے بعد حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ کی تشریح میں فرمایا کہ شیخ میں استغناء بھی بہت ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ اہل اللہ بخیل نہیں ہوتے کوئی تھوڑی سی توجہ تو کرے وہ بہت کچھ عطاء کرتے ہیں یہی جملہ فرمایا تھا یا اس کے قریب قریب۔

حضرت والا نے کئی بار یہ واقعہ خود سنایا کہ یہاں جامعہ اشرفیہ میں ایک استاذ ہیں انہوں نے مجھے کہا کہ آپ ہمارے علاقہ میں میرے ساتھ چلیں میں وہاں کے لوگوں کو آپ کا مرید کروادوں گا حضرت والا نے فرمایا میں نے ان کو کہا کہ نہ بابا مجھے اتنے مریدوں کی ضرورت نہیں۔

ایک مرتبہ یہی واقعہ سنا کر مفتی داؤد صاحب کی طرف اشارہ کر کے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ہم داؤد صاحب کے خطوط کا تو جواب دے لیں۔

حضرت والا نے مریدین کے اندراج کا رجسٹر نہیں بنایا ہوا جیسے روایتی اور بدعتی پیر مریدین کے نام اور پتہ کا رجسٹر بناتے ہیں اور بطور فخر اور کمال کے بتاتے ہیں کہ ہمارے اتنے مرید ہوگئے اتنی تعداد بڑھ گئی پھر اخیر عمر میں ان کو اپنی اولاد میں تقسیم کردیتے ہیں بندہ نے خود ایک بدعتی پیر کے بیٹے کو اس قسم کے الفاظ کہتے سنا کہ میں نے اپنے ابا جان سے کہنا ہے کہ اب میں بھی بڑا ہوگیا ہوں اپنے فلاں فلاں علاقے کے مرید مجھے دے دو استغفر اللہ۔

البتہ حضرت والا جن کو خلافت عطاء فرماتے ہیں ان کے نام مع پتہ لکھ

لیتے ہیں حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے خلفاء کے نام مع پتہ تحریر فرما کر ایک پمفلٹ شائع کروا دیا تھا اسی طرح ہمارے بعض شیوخ کے ہاں جو اندراج کا رجسٹر ہے وہ محض انتظامی ضرورت کیلئے ہے۔

استغناء کے متعلق حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ میں بندہ نے خود پڑھا جس میں فرمایا کہ مرید کو مناسب نہیں ہے کہ دوسرے لوگوں کو اپنے شیخ کی بیعت ہونے کی ترغیب دے۔ کیونکہ اس میں شیخ کی بدنامی ہو سکتی ہے کہ لوگ کہیں گے کہ شاید شیخ نے اوروں کو پھنسانے کیلئے یہ آدمی رکھے ہوئے ہیں پھر فرمایا کہ اگر بہت ہی جی چاہے تو اپنے شیخ کے کمالات لوگوں کو سنا دیا کریں تاکہ جو استفادہ کرنا چاہے وہ خود رابطہ کر لے۔

حضرت والا سے کوئی بیعت ہونے کیلئے آتا ہے تو حضرت والا کا اصول ہے کہ پہلے اصلاحی تعلق کیلئے خط لکھنے کو فرماتے ہیں پھر مسلسل جو بیس خط لکھے اور حضرت والا جواب دیتے رہے تو بیس خطوط کے بعد بیعت فرماتے ہیں سبحان اللہ حضرت والا نے کس طرح استغناء وشفقت کو جمع کر رکھا ہے۔

ایک مرتبہ بندہ ناچیز حضرت والا کے پاس کچھ وقت گزارنے کے لیے گیا تو ملاقات پر ناسمجھی میں ایک ساتھی کا سلام عرض کر دیا جو حضرت والا کے مرید تھے حضرت والا نے محبت بھری ڈانٹ میں فرمایا کہ اپنے شیخ کو کسی کا سلام نہیں پہنچایا کرتے مجھے اپنی حرکت پر افسوس ہوا اور شرمندگی بھی۔

پھر جب حضرت والا اگلی نماز کے لیے تشریف لائے تو میں نے اپنی بیوقوفی پر معافی چاہی تو حضرت والا نے نہایت شفقت و محبت والے انداز میں فرمایا ٹھیک صحیح اپنے شیخ کو کسی کا سلام نہیں پیش کرنا چاہئے پھر اس کے بعد بندہ

نے اپنی عادت بنالی کہ جس بات کا علم نہ ہوتا تو پہلے پوچھ لیتا۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے مجھے اپنا خواب بیان کیا اور کہا کہ میں یہ خواب بکثرت دیکھتا ہوں مجھے اپنے شیخ سے تعبیر پوچھ کر بتانا اب مجھے معلوم نہیں تھا کہ دوسرے کے خواب کی تعبیر اپنے شیخ سے پوچھنا میرے لئے مناسب ہے یا نہیں؟ تو میں نے حضرت والا سے یوں پوچھا کہ اگر کسی آدمی کو کوئی یوں کہے کہ میرے خواب کی تعبیر اپنے شیخ سے پوچھ کر بتانا تو آیا اپنے شیخ سے پوچھ لینی چاہئے یا نہیں؟

حضرت والا نے فرمایا نہیں بلکہ خواب دیکھنے والا خود تعبیر پوچھے چنانچہ میں نے تعبیر نہیں پوچھی اور واپسی پر ان صاحب کو بتلا دیا کہ دوسرے کے ذریعہ مناسب نہیں آپ خود پوچھیں اور ان کو طریقہ بھی بتلا دیا کہ اگر جانہ سکو تو پتہ میں بتلا دیتا ہوں خط لکھ کر تعبیر پوچھ لو۔

آمین یارب العالمین بحرمۃالنبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ و الہ واصحابہ و اتباعہ اجمعین

دعوتی اسفار

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم امابعد

حضرت والا نے ایک مرتبہ دوران وعظ یہ حدیث پڑھی السفر قطعة من العذاب اور تشریح میں فرمایا کہ بلاضرورت سفر اچھا نہیں ہے ضرورت پوری ہونے پر فوراً آدمی کو گھر کی طرف واپسی کرنی چاہیے۔

کافی عرصہ ہوا ایک دورہ حدیث شریف کے طالب علم نے بندہ کو بتایا کہ ہم چند ساتھیوں نے حضرت والا سے پوچھا کہ استاذ جی یہ کیا بات ہے آپ سبق پڑھاتے ہی اور نماز پڑھاتے ہی گھر چلے جاتے ہیں گھر سے باہر نہیں ٹھہرتے فرمایا بس میری کچھ عادت ہی ایسی بن گئی ہے سبحان اللہ حب خلوت اور تنہا پسندی کو کتنے اچھے انداز میں بیان فرمادیا۔

حضرت والا نے اور تو اور لاہور شہر میں بھی دعوت و تبلیغ اور وعظ کیلئے مختلف جگہوں پر جانا چھوڑا ہوا ہے صرف نماز جمعہ کیلئے پہلے لاری اڈا والی مسجد میں تشریف لے جاتے تھے اور اب کچھ عرصہ سے جامعہ عبداللہ بن عمر میں نماز جمعہ سے پہلے وعظ فرماتے ہیں اسی طرح عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کے موقع پر میانی جی قبرستان والی عیدگاہ میں وعظ فرماتے ہیں بس ان دو جگہوں کے علاوہ وعظ کیلئے بھی تشریف نہیں لے جاتے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ میرے ہاں مولانا نذیر احمد صاحب (بندہ کے استاذ جی رحمۃ اللہ علیہ: شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد) تشریف لائے اور کافی دیر مجھے ترغیب دیتے رہے کہ کم از کم آپ لاہور شہر میں مختلف جگہوں پر

وعظ کہنے کے لیے جایا کرو پھر فرمایا کہ جب مولانا نذیر احمد صاحب کافی ترغیب دے چکے اور خاموش ہوگئے تو میں نے ان سے کہا آپ مجھے تبلیغ کر چکے جس کا اجر وثواب آپ کو مل گیا اب آپ کا مشورہ میں مانوں یا نہ مانوں میری مرضی پھر فرمایا کہ میرا یہ جواب سن کر مولانا نذیر احمد صاحب ہنسنے لگے۔

اسی طرح ایک مرتبہ فرمایا کہ ایک صاحب میرے پاس آئے اور آکر مجھے کہنے لگے کہ آپ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ اور طریق پر ہو اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ دعوت وتبلیغ اور وعظ کے لیے دور دور تک سفر کرتے تھے آپ بھی وعظ کہنے کے لیے جایا کرو حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے کہا ہاں واقعتاً حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ وعظ کے لیے لمبے لمبے سفر فرماتے تھے حضرت کی ہمت تھی۔

پھر حضرت نے اسفار نہ کرنے کی وجہ یہ بتلائی کہ اصل بات یہ ہے کہ مجھے یہاں بیٹھے بیٹھے ہی اللہ تعالی نے اتنا کام دیا ہوا ہے کہ مجھ سے وہی پورا نہیں ہوتا یعنی مجھے اسی سے فرصت نہیں پھر فرمایا کہ اصل مقصد تو کام کرنا ہے سفر تھوڑا مقصود ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ ایک سو کے قریب خطوط جمع ہو چکے ہیں جن کے ابھی تک جواب نہیں لکھ سکا حالانکہ حضرت والا نے روزانہ کا کافی سارا وقت خطوط کے جواب کے لیے مقرر کر رکھا تھا اور روزانہ نماز عصر کے بعد دس منٹ کی مجلس کے لیے خانقاہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں لگے لیٹر بکس میں خود خط ڈالتے اور مقامی لوگوں کے خطوط ہر جمعہ کو نماز عصر کے بعد والی مجلس میں خود تقسیم فرماتے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ میں شروع شروع میں فیصل آباد (آبائی گاؤں) بہت جایا کرتا تھا تو مجھے مولانا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ یہاں امام ہو اور گھر بھی بہت جاتے ہو حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے کہا حضرت! میرا تو جنازہ یہاں سے اٹھے گا۔

پھر فرمایا کہ مولانا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں اب ٹھیک ہے اب ٹھیک ہے یعنی مولانا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ میں نے جامعہ اشرفیہ لاہور کو وطن اصلی بنالیا ہے اب بار بار جانے میں اور امامت کروانے میں کوئی حرج نہیں۔

اسی طرح ایک مرتبہ ایک صاحب نے پوچھا حضرت آپ دعوت میں کیا پسند کرو گے فرمایا ہر حلال چیز پھر اس نے کہا اپنے گھر پر کروں؟ فرمایا نہیں دعوت قبول لیکن یہاں میرے گھر لے آؤ۔

اسی طرح ایک مرتبہ فرمایا کہ ایک دعوت ہوتی ہے ربع یعنی گھر پر بلا کر کھلانا اور ایک ہوتی ہے نصف یعنی پکا کر گھر دے آنا اور ایک ہوتی ہے دو ثلث یعنی خشک راشن گھر پہنچا دینا اور ایک ہوتی ہے کامل یعنی نقدی دے دینا۔

آمین یارب العالمین بحرمۃ النبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

درس وتدریس

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم امابعد

حضرت والا کو درس وتدریس کے ساتھ عشق کے درجہ کا لگاؤ ہے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں جوانی میں تعلیمی اوقات کے علاوہ عصر کے بعد بھی کتابیں پڑھاتا تھا ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے درس وتدریس میں بہت محنت کی یہاں تک کہ چھوٹی بڑی سب کتب پڑھائی۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ میرے گھٹنوں میں درد رہتا ہے ڈاکٹروں نے اس کی وجہ زیادہ دیر بیٹھنا بتائی ہے پھر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اگر مجھے پہلے پتہ ہوتا تو اتنا زیادہ نہ بیٹھتا بلکہ تھوڑا سا مطالعہ کرتا اور چند قدم اٹھ کر چل لیتا پھر مطالعہ کرتا اور چند قدم اٹھ کر چلتا۔

ایک دن فرمایا کہ ایک بار میرے ماموں جان میرے ہاں آئے ہوئے تھے میں مطالعہ کیلئے ان سے اجازت لے کر جو اسباق پڑھانے تھے ان کا مطالعہ کرنے لگا پھر جب مطالعہ پورا ہوا تو ماموں جان کے پاس آ گیا مجھے ماموں جان کہنے لگے کہ آپ کو ابھی بھی اتنا زیادہ مطالعہ کرنا پڑتا ہے؟ حضرت والا نے فرمایا میں نے ماموں جان سے کہا جی ہاں! ہمارے درس نظامی کے علوم بہت گہرے ہیں کتنا ہی پڑھا لوں پھر بھی کافی گہرا مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ فرمایا کہ میرے ماموں جان نے یا کسی اور قریبی رشتہ دار کا نام لیا کہ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کے مدارس میں دینی علوم کے ساتھ دنیوی تعلیم کیوں نہیں دی جاتی؟ حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے ان

کو بتلایا کہ ہمارے درس نظامی کے علوم بہت گہرے ہیں ان کے لیے بہت زیادہ محنت کی ضرورت ہوتی ہے ان کو پڑھتے ہوئے اتنی فرصت ہی نہیں ہوتی کہ ان کے ساتھ ساتھ دینوی علوم بھی پڑھے جائیں۔

جب جامعہ اشرفیہ میں شعبہ کمپیوٹر شروع ہوا اور یہ تعلیم لازمی قرار دی گئی تو کسی صاحب نے کہا کہ حضرت اب تو ہمارے مدرسہ میں کمپیوٹر کو تعلیم کا لازمی حصہ قرار دے دیا گیا فرمایا کوئی حرج نہیں اگر طلباء ایک آدھ گھنٹہ کمپیوٹر پر ہاتھ پاؤں مارلیں بشرطیکہ اصل توجہ دینی علوم پر رہے۔

بندہ کو حضرت والا کے اسباق سنن ابی داؤد شریف اور صحیح بخاری شریف میں بیٹھنے کی بہت توفیق ملی ہے غالباً ایسا نہیں ہوا کہ بندہ حضرت والا کے پاس خانقاہ میں ٹھہرا ہوا ہو اور سبق میں شریک نہ ہو۔

چونکہ حضرت والا خوب مطالعہ کر کے اور سبق کی تقریر کو منضبط کر کے لاتے ہیں جس کی وجہ سے جہاں مقدار خواندگی میں نہایت درجے کا اعتدال اور توازن محسوس ہوتا ہے وہیں سبق کی تقریر نہایت آسان لگتی ہے کہ غبی سے غبی طالب علم بھی اگر توجہ سے سن لے تو سبق کو با آسانی سمجھ کر یاد رکھ سکتا ہے۔

پھر سبق میں مزاح وخوش طبعی اور وقار و متانت کو اس طرح جمع فرماتے ہیں کہ جو دیکھنے سے ہی تعلق رکھتا ہے اس قسم کی باتیں لفظوں میں لانا بہت مشکل ہے۔

تسہیل مضمون کا تو حد درجہ اہتمام فرماتے ہیں جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ بندہ کو جب بتوفیق الٰہی تفسیر جلالین کے ابتدائی بیس پارے پڑھانے کا موقع ملا تو بعض جگہوں کے متعلق حضرت والا سے پوچھ لیتا صاحب جلالین تقریباً ہر جگہ ارایتکم کے بعد اخبرونی فرماتے ہیں جس کی

شرّاح مختلف توجیہات کرتے ہیں بندہ نے جب حضرت والا سے پوچھا تو فرمایا یہ اسم فعل بمعنی امر حاضر اخبرونی ہے۔ سبحان اللہ کس قدر آسان اور تسلی بخش توجیح ہے۔

بندہ کو جب پہلی مرتبہ دورہ حدیث شریف میں سبق ملا تو حضرت والا کو دعاء کیلئے بتایا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ کچھ ڈر سا بھی لگ رہا ہے۔ حضرت والا نے دعاء بھی دی اور خاص انداز میں فرمایا بالکل نہیں گھبرانا بالکل نہیں گھبرانا خوب مطالعہ کر کے پڑھائیں اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جو کتاب مل جائے انکار نہیں کرنا اور خوب مطالعہ کر کے پڑھانا ہے حضرت والا کے اس فرمان کا کچھ ایسا طبیعت پر اثر ہوا کہ علوم وفنون کا رعب کافی حد تک دل سے نکل گیا اور ایک درجہ کا طبیعت میں انشراح سا آگیا۔

ایک مرتبہ بندہ ناچیز نے اپنے اسباق کی خط کے ذریعے اطلاع دی اور نصیحت چاہی تو جواباً تحریر فرمایا تھا (۱) مطالعہ خوب کریں (۲) سبق سنا کریں (۳) وقت مقررہ پر سبق شروع کر دیا کریں (۴) ٹھہر ٹھہر کر خوب سمجھا سمجھا کر پڑھایا کریں (۵) کامیابی کا بھروسہ اپنی محنت پر نہیں بلکہ اللہ تعالی کی عطاء پر کیا کریں۔

آمین یارب العالمین بحرمۃالنبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ و الہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین

تالیفات وتصنیفات

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم امابعد

حضرت والا نے اپنی تالیفات کے متعلق ایک دن خود عصر کے بعد والی مجلس میں واقعہ سنایا تھا کہ یہ تالیفات کا سلسلہ کس طرح شروع ہوگیا؟ فرمایا کہ ایک مرتبہ مجھے عتیق الرحمٰن (یہ حضرت والا کے درمیانے صاحبزادے ہیں) نے کہا کہ آپ کی کوئی تصنیف نہیں ہے آپ بھی کوئی کتاب لکھیں اور اپنی اس بات پر متعدد مرتبہ اصرار کیا تو میں نے کہا میں کتاب کیسے لکھوں؟ میرے پاس چھپوانے کے لیے پیسے ہی نہیں ہیں۔

حضرت والا نے فرمایا کہ عتیق الرحمٰن پھر اصرار کرتا رہا اور کہنے لگا آپ کوئی رسالہ لکھیں اور چھپوانا میرے ذمہ تو عتیق الرحمٰن سے جان چھڑانے کے لیے میں نے ''مختصر المعانی'' کتاب اٹھائی اور اس کی چند صفحات پر مشتمل تلخیص ''تحسین المبانی'' کے نام سے لکھ کر اسے پکڑا دی پھر اس نے کوشش کر کے کتابت کروالی اور چھپوانے کے لیے سوچنے لگا اسی دوران یہ مسودہ لے کر بازار گیا اور واپسی پر مسودہ ویگن میں بھول آیا اور پریشان تھا۔

پھر اس کی تلاش میں ویگنوں کے اڈے پر گیا کہ پریشان سا تھا اسی دوران میرے ایک شاگرد ملے اور اس نے پریشان سا دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے؟ عتیق الرحمٰن نے اپنی کہانی سنائی تو اس پر میرے شاگرد نے کہا کہ پریشان نہ ہو استاد جی جتنی کتابیں لکھیں گے میں چھپوادونگا حضرت والا نے یہ الفاظ فرمائے تھے یا کچھ اور اس قسم کے پھر فرمایا کہ بس میرے لئے راستہ کھل گیا اور کتابیں لکھ دیں۔

یہ واقعہ سنا کر فرمایا کہ دیکھو مصائب اور پریشانی میں بھی ہمارے ہی فائدے ہوتے ہیں کہ عتیق الرحمٰن کو تھوڑی سی پریشانی ہوئی اور کتنی بڑی راحت اور صدقہ جاریہ کی صورت نکل آئی۔

یہ حضرت والا کی خاص عادت مبارکہ ہے کہ ہر ہر واقعہ میں دینی فوائد لا کر فکر آخرت کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ایک مرتبہ فرمایا کہ یہ جو دکھ اور تکلیفیں آتی ہیں ان میں ہمارا ہی کوئی فائدہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے اور اصول ہے فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ کہ حکمت والے کا کوئی فعل حکمت اور فائدے سے خالی نہیں ہوتا یقیناً ہمارا ہی کوئی فائدہ ہوتا ہے۔

بندہ کی تدریس کے ابتدائی سالوں میں کچھ کچھ توجہ تصانیف کی طرف بھی جانے لگی اور بندہ کے ذی استعداد دوست جو مفتی بھی ہیں اور فتاویٰ سے کافی مناسبت رکھتے ہیں (مفتی ذوالفقار صاحب) وہ بھی مجھے کہنے لگے کہ آپ تدریس کے ساتھ ساتھ کچھ لکھنے کا سلسلہ شروع کریں اسی دوران حضرت والا کے پاس جانا ہوا اور ذہن میں آیا کہ حضرت والا سے بھی اس کے متعلق مشورہ کروں جب حضرت والا سے پوچھا تو فرمایا کہ ابھی مطالعہ پر توجہ دو اور مطالعہ وسیع کر لو تو اچھا ہے۔

بندہ کو حضرت والا کے مشورہ کا بہت فائدہ ہوا کہ جو وقت لکھنے، مضمون سوچنے اور ترتیب دینے میں لگنا تھا وہ مطالعہ پر خرچ ہونے لگا۔جس کی وجہ سے اردو ہی نہیں عربی شروحات کے مطالعہ کا بھی کافی موقع ملا۔

حضرت والا کی تصنیفات میں غالباً سب سے مختصر وہ پمفلٹ ہے جو ایک بڑے پرچہ پر عربی عبارت ٹھیک کرنے کے متعلق ہے جس میں حضرت والا

نے فرمایا اگر مدرسین اس طرح شروع سال میں تصحیح عبارت کروائیں تو دو ماہ میں ان شاء اللہ عبارت ٹھیک ہو جائے گی۔ بندہ نے اس پر عمل کر کے دیکھا ہے یہ طریقہ اتنا آسان ہے کہ طلباء کو اس سے مشقت بھی نہیں ہوتی اور عبارت بھی ٹھیک ہو جاتی ہے۔

اس وقت حضرت والا کے دست مبارک سے صرف (درس حدیث) کے عنوان سے "علم و عمل" پر مختصر سا مضمون چھپ رہا ہے۔ بندہ نے یہ رسالہ لگوایا ہوا ہے سب سے پہلے اسی مضمون کو پڑھتا ہوں پھر باقی رسالہ۔

ان چند لفظوں میں عجیب نورانیت اور برکت ہے دینی علوم اس طرح شرح صدر ہوتے جاتے ہیں کہ الفاظ میں بیان کرنا بہت مشکل ہے۔

آمین یارب العالمین بحرمۃالنبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

خانقاہی نظام

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم امابعد

حضرت والا کو جب متعدد خط لکھ چکا اور حضرت والا جواب دیتے رہے تو شوق بڑھا اور حضرت والا کی زیارت اور خانقاہ میں چند دن رہنے کے لیے خط کے ذریعے اجازت مانگی تو حضرت والا نے جوابی خط میں اجازت بھی دے دی اور ایک الگ پرچہ خانقاہ میں رہنے اور ملاقات کے اصول پر مشتمل بھی ڈال دیا جس میں چند باتیں تحریر تھیں۔

(۱) میں عورتوں سے ملاقات نہیں کرتا اور نہ ہی عورتوں کو گھر پر آنے کی اجازت ہے۔

(۲) مرد حضرات نمازوں کے بعد مختصر ملاقات کر سکتے ہیں۔

(۳) اگر کوئی مہمان بتائے کہ میرا آپ سے اصلاحی تعلق ہے تو اس کے لیے نماز عصر کے بعد دارالحدیث کے ساتھ والے کمرے میں دس منٹ مجلس ہو گی۔

(۴) اسی کمرے میں ٹھہرے کھانا بازار سے کھائے، موسم کے مطابق اپنا بستر ساتھ لائے۔

(۵) نفلیں پڑھے، تلاوت کرے، دینی کتابیں پڑھے اور اگر جی چاہے تو احقر کے اسباق میں بیٹھ جائے۔

پھر بندہ کا آنا جانا شروع ہو گیا جب موقع ملتا تو خانقاہ پہنچ جاتا اور جاتے ہی اطلاع کر دیتا اور واپسی پر اطلاع کرتا تو حضرت اکثر یہ دعاء دیتے کہ اللہ تعالیٰ خیریت سے لے جائیں ایک مرتبہ واپسی کی اجازت چاہی تو مسکراتے ہوئے خوش طبعی کے طور پر فرمایا کہ بس اتنا ہی ٹھہرنا تھا پھر دعائیں دے کر

رخصت کیا۔

بعض اوقات بندہ کو حیرانگی بھی ہوتی کہ یہ چھوٹا سا کمرہ ہے اور کس طرح لوگ کھچے آتے ہیں اور ہر کوئی اپنے اپنے کام میں لگا ہوا ہے کوئی نفل پڑھ رہا ہے، کوئی تلاوت کر رہا ہے، کوئی دینی کتابوں کا مطالعہ کر رہا ہے، کوئی سو رہا ہے اور کوئی کھانا پکا رہا ہے۔

بندہ کو ایک صاحب نے خود بتایا کہ ایک مرتبہ حضرت مفتی عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ آئے ہوئے تھے میں نے ان سے کہا کہ حضرت آپ یہاں ٹھہرے ہوئے ہو مجھے سراجی ہی پڑھا دو اس کا کہنا تھا کہ مفتی صاحب نے فرمایا کہ ضرور پڑھانے سے انکار نہیں ہے لیکن دار العلوم کبیر والا میرے پاس آجاؤ یہاں نہیں سبحان اللہ کس قدر اپنے شیخ کی طرف توجہ ہے۔

کئی مرتبہ یوں ہوتا کہ جب بندہ خانقاہ میں ٹھہرنے کے لیے جاتا تو اسی دوران بڑی بڑی شخصیات بھی ہم طالب علموں کی طرح بستر لگائے ہوئے ہوتیں اور ہم طالب علموں کی طرح حضرت والا کے اسباق اور مجلس میں نہایت ادب کے ساتھ شریک ہوتیں ہر فن اور ہر طبقہ کے لوگ موجود ہوتے عوام سے لے کر خواص تک اور امام مسجد سے لے کر مفتی و شیخ الحدیث تک۔

کئی بار بندہ کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ یہ چند گز کا کمرہ ''صفہ'' کا نمونہ ہے نبی پاک ﷺ کے معجزات میں ایک قسم یہ بھی ہے کہ آپ کے بعض معجزات آپ کے سچے وارثین کی کرامات کی صورت میں باقی رہیں گے جیسے نبی پاک ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ ﷺ کی ہر ہر بات محفوظ ہے اس کا ظہور بعد میں بعض اولیاء کے کلام کی صورت میں ہوا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کرامت ہر کسی پر واضح ہے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جو بات کرتے تھے وہ کوئی نہ کوئی ضرور تحریراً محفوظ کر لیتا تھا۔

ہمارے دادا مرشد حضرت مفتی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ میری دعوت پر ایک مرتبہ امرتسر میرے ہاں تشریف لائے تھے اور بالاخانہ میں بیٹھے ہوئے بہت ہی عجیب وغریب نور سے بھری ہوئی باتیں کی تھی مجھے بعد میں بہت صدمہ ہوا کہ کاپی قلم پاس ہوتا تو محفوظ کر لیتے پھر فرمایا کہ میں نے چند دن بعد وہ ملفوظات چھپے ہوئے دیکھے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ یہ ملفوظات مفتی حسن صاحب کے بالاخانہ میں ارشاد فرمائے تھے۔

اسی طرح اگر صفہ کا نمونہ بھی کسی نے دیکھنا ہو تو حضرت والا کی ایک چھوٹے سے کمرے پر مشتمل خانقاہ موجود ہے کہ اس خانقاہ سے ایسے ایسے افراد تیار ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں کہ شاید بڑی بڑی یونیورسٹیوں اور جامعات میں اس قدر ہستیاں تیار نہ ہوئی ہوں جس کو مشاہدہ کرنا ہو وہ چند دن خانقاہ میں اور عصر کے بعد والی مجلس میں شرکت کر لے تو ایسے ایسے چہرے نظر آئیں گے کہ ان کو دیکھ کر اللہ تعالی یاد آ جائیں گے۔

ایک شخصیت کا یہ جملہ بندہ نے ثقہ آدمی سے سنا تھا فرمایا کہ اس وقت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے طرز پر حضرت صوفی صاحب کے ہاں اصلاح کا اہتمام ملتا ہے اور یہ جملہ تو خود بندہ نے ایک ثقہ عالم سے سنا جو نہ حضرت والا کے مرید تھے اور نہ شاگرد یوں کہا کہ اللہ تعالی نے حضرت صوفی صاحب سے اصلاح کا کام بہت لیا ہے۔

تبرکات

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم امابعد

بندہ جب حضرت والا کی خدمت میں جانے لگا تو اسی دوران سنا کہ حضرت والا کو آپ ﷺ نے ایک انگوٹھی عطاء کی ہے بندہ کا بھی جی چاہتا تھا زیارت کرنے کو لیکن درخواست کرنے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔

ایک مرتبہ جمعہ کے دن عصر کے بعد والی مجلس کے اختتام پر جب پرانے دارالحدیث کے ساتھ والے کمرے میں تشریف لے آئے اور سوال و جواب کے لیے بیٹھ گئے (اس مجلس میں سوال و جواب کی اجازت ہوتی ہے) تو کسی صاحب نے وہ انگوٹھی دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔

حضرت والا نے مسکراتے ہوئے وہ انگوٹھی دکھلائی جو کہ چھلا نما تھی اور حضرت والا نے تعویذ کی طرح گلے میں ڈالی ہوئی تھی اپنے ہاتھ مبارک سے نکال کر اپنے چہرہ اور ڈاڑھی مبارک کو ذرا اوپر کر کے خود دکھلائی اب اگر کوئی دیکھنا چاہے تو حضرت والا اپنا چہرہ اور ڈاڑھی مبارک ذرا اوپر کر لیتے ہیں اور آپ کے خادم وہ چھلا پکڑ کر دکھلا دیتے ہیں۔

پھر اس صاحب نے اس کے واقعہ کے متعلق پوچھا تو فرمایا ہندوستان میں ایک کشف و کرامات والے بزرگ ہیں ان کو آپ ﷺ کی زیارت ہوئی تو آپ ﷺ نے انہیں تین چھلے دیئے تھے اور فرمایا تھا کہ ان میں سے ایک مولانا انور صاحب (حضرت والا کے بڑے بھائی) کو لاہور پہنچا دینا بیدار ہوئے تو ان کے ہاتھ میں تھے اور انہوں نے ایک چھلا بڑے بھائی مولانا انور صاحب رحمۃ

اللہ علیہ کو پہنچا دیا پھر جب بھائی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوگئی تو میں نے اپنی بھابھی صاحبہ سے درخواست کی تو انہوں نے مجھے بخوشی دیدیا۔

اسی طرح حضرت والا کو آپ ﷺ سے دو موتی بھی ملے ہوئے ہیں ایک مرتبہ جمعہ کے دن عصر کے بعد والی مجلس میں ہی کسی صاحب نے یہ موتی دکھلانے کی درخواست کی حضرت والا نے اپنی جیب سے نکال کر دکھلایا جس کی ہم سب نے زیارت کی۔

پھر اسی صاحب کے یا کسی اور صاحب کے کہنے پر اس کا واقعہ سنایا کہ یہ جو میرے سامنے صاحب بیٹھے ہیں یہ میرے مرید ہیں دس پندرہ سال پہلے ان کی بیٹی کو آپ ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ ﷺ نے ان کی بیٹی کو خواب میں دو موتی پکڑائے اور فرمایا کہ لاہور میں اپنے شیخ تک پہنچا دینا وہ بیدار ہوئی تو اس کے ہاتھ میں دو موتی تھے پھر مجھ تک پہنچ گئے پھر فرمایا کہ ایک موتی یہ ہے اور دوسرا مجھ سے عتیق نے لے لیا ہے (یہ حضرت والا کے درمیانے صاحب زادے ہیں)۔

تبرکات میں بے اعتدالیاں بھی بہت ہوتی ہیں تبرکات کے متعلق حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک وعظ ہے "الحبور لنور الصدور" جو خطبات حکیم الامت (جلد نمبر ۳۱) میں چھپا ہوا ہے اگر یہ وعظ پڑھ لیا جائے تو تبرکات کی حقیقت سمجھنے اور ان سے برکات حاصل کرنے کا صحیح طریقہ سمجھ میں آجاتا ہے۔

آمین یا رب العالمین بحرمۃ النبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ و اله واصحابه واتباعه اجمعین

دینی مدارس ومساجد کا قیام

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم امابعد

ایک مرتبہ عصر کے بعد والی مجلس میں فرمایا کہ حضرت مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک بوڑھی عورت آئی اور آکر مشورہ کرنے لگی کہ میری ایک کوٹھی ہے اور میرا وارث کوئی نہیں ہے اس کے متعلق کیا کروں حضرت مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً فرمایا اے بڑی بی یہ کوٹھی اپنے ساتھ قبر میں لے جا۔

وہ پوچھنے لگی مفتی صاحب میں اسے اپنے ساتھ قبر میں کیسے لے جاؤں حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کسی دینی ادارے کے سپرد کردو۔

ایک مرتبہ عصر کے بعد والی مجلس کے بعد جب حضرت والا گھر کی طرف چلے تو ایک صاحب نے آکر مشورہ لینا چاہا کہ میرے پاس ایک پلاٹ ہے اور میری خواہش ہے کہ وہاں ایک مدرسہ قائم کردوں حضرت والا نے فرمایا کہ مدرسہ بنانا یہ مشکل کام ہے آپ نہیں کرسکو گے اس صاحب نے دوبارہ پوچھا پھر میں کیا کروں؟

حضرت والا نے فرمایا جو دینی ادارے قائم ہیں ان سے تعاون کرو اس صاحب نے سہ بارہ پھر سوال کیا کہ میں کس ادارے سے تعاون کروں؟ جواباً فرمایا کہ آپ کو جس پر اعتماد ہو۔

ایک مرتبہ عصر کے بعد والی مجلس کے بعد گھر کی طرف جاتے ہوئے ہمارے ایک پیر بھائی نے کہا کہ حضرت زکوۃ وغیرہ میں تملیک کا اہتمام نہیں کیا

جاتا مسکراتے ہوئے فرمایا کہ آپ ہمیں دیدو ہم تملیک کر کے خرچ کرتے ہیں پھران صاحب نے دوسو کے قریب صدقہ فطر کی مد میں دے دیا۔ایک بار کسی صاحب نے پوچھا اگر کسی کی رہائش ایسے علاقے میں ہے کہ ہمارے مسلک کی مسجد نہیں تو دوسرے مسلک والوں کے پیچھے نماز پڑھ لے فرمایا یہ تو بہت کمزوری کی علامت ہے کہ کسی علاقہ میں اہل حق کی مسجد بھی نہ ہو۔

حضرت والا نے بھی ایک ادارہ ''جامعہ عبداللہ بن عمرؓ'' کے نام سے قائم فرمایا ہے جس کے مدیر و مہتمم حضرت والا کے درمیانے صاحبزادے مولانا عتیق الرحمٰن صاحب ہیں۔

ایک مرتبہ کسی صاحب نے حضرت والا کو اسی ادارہ کے لیے پانچ لاکھ روپے دیے تو حضرت والا نے فرمایا ہمارے پاس ایک سال کی ضروریات کی بقدر رقم جمع ہو چکی ہے میں اسے نہیں لے سکتا یہ واقعہ بندہ نے ایک ثقہ آدمی کی زبان سے سنا تھا۔

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی یہ بات مشہور ہے بلکہ حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی جامعہ علوم الاسلامیہ بنوریہ کے لیے ایک سال کا فنڈ جمع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اس نیت سے چندہ جمع کرتا ہوں کہ اس کو صحیح جگہ خرچ کر کے دینے والوں سے بھی پہلے جنت میں چلا جاؤں۔

آمین یا رب العالمین بحرمة النبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

اختلاف رائے اور ادب

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم امابعد

حضرت والا نے ایک دن عصر کے بعد والی مجلس میں فرمایا کہ ایک خاتون نے اصلاح کے متعلق خط لکھا ہے میں نے اسے جواب میں لکھا کہ ٹیلی ویژن گھر سے نکالو۔ٹی۔وی گھر میں ہوتے ہوئے اصلاح نہیں ہوسکتی۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ جب لوگوں کو ٹی وی نکالنے کا کہتے ہیں تو آگے سے عذر بیان کرتے ہیں کہ بچے نہیں مانتے مسکراتے ہوئے تعجب کی سی صورت میں فرمایا کہ بچے کیا ہوئے اَبّے ہوئے۔

ایک مرتبہ سبق پڑھانے کے بعد یا مجلس کے بعد گھر کی طرف چلتے ہوئے راستہ میں کسی صاحب نے اخبار کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ میں ''اسلام'' اخبار پڑھتا ہوں کیونکہ اس میں تصویر نہیں ہوتی (اسلام اخبار جاری ہونے سے پہلے نوائے وقت پڑھتے تھے اور تصویر نہیں دیکھتے تھے) اسی طرح نوٹوں پر جو قائداعظم محمد علی جناح مرحوم کی تصویر بنی ہوتی ہے ان کے متعلق فرمایا کہ یہ تصویر چھاپنے کا گناہ حکومت کو ہوتا ہے۔

حضرت والا تصویر بنوانے، دیکھنے اور رکھنے کو گناہ سمجھتے ہیں اسی لئے اپنے بیانات میں ہمیں تاکید سے فرماتے ہیں کہ تصویر سے بچو بلکہ حضرت والا کے اصلاحی اصولوں میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جو آدمی حضرت والا سے اصلاح کا تعلق قائم کرتا ہے اسے ٹی وی دیکھنے اور پینٹ پہننے سے سختی کے ساتھ منع فرمادیتے ہیں اور چہرہ وغیرہ سنت کے مطابق بنانیکی اور اہل السنّت والجماعت

حنفی دیوبندی حیاتی امام کے پیچھے باجماعت نماز پڑھنے کی تاکید فرماتے ہیں۔

البتہ جن علماء کرام کی رائے قدرے مختلف ہے وہ بوجہ ضرورت دینیہ ٹی وی پر آنے کی گنجائش نکالتے ہیں حضرت والا ان کا پورا خیال فرماتے ہیں اور بڑے ہونے کے باوجود شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب اور مفتی اعظم مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم کا ادب فرماتے ہیں حالانکہ یہ حضرات حضرت والا کے شاگردوں کی طرح ہیں۔

غالباً بندہ نے خود امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ سے دورہ تفسیر پڑھنے کے دوران سنا تھا فرمایا کہ مفتی تقی عثمانی کا جسم چھوٹا سا ہے چاہے آدمی اسے اٹھا کر جیب میں رکھ لے اور علمی مقام اتنا اونچا کہ دیکھنے لگے تو پگڑی نیچے گر جائے۔ پھر فرمایا یہ میرا پڑپوتا شاگرد ہے وہ اس طرح کہ صوفی سرور صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ میرے شاگرد ہیں اور ان کے شاگرد ہیں مولانا سلیم اللہ خان صاحب اور ان کے شاگرد ہیں مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم وفیوضہم۔

حضرت والا رد بدعات بھی خوب کرتے ہیں البتہ رد بدعات کے ساتھ ساتھ ہمارے بعض بزرگ جو اہل بدعت کے متعلق نرم گوشہ رکھتے ہیں ان کا لحاظ بھی فرماتے ہیں۔

ہمارے بزرگ مولانا عبدالرحمٰن اشرفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن پر اتحاد امت کا بہت غلبہ تھا ان کو بندے نے یہ فرماتے خود سنا کہ دیوبندی، بریلوی اور غیر مقلد یہ سب ایک ہی ہیں گویا یہ اختلاف حنفی شافعی اور مالکی جیسا ہی ہے اور کبھی کبھی درس قرآن دیتے ہوئے مولانا احمد رضا خان صاحب کی بھی اتنی تعریف کر دیتے تھے کہ ان کی صفائی میں یہ جملہ کہہ دیتے کہ مسلمان تو بدعتی ہو ہی

نہیں سکتا حالانکہ مولانا احمد رضا خان صاحب کے ہمارے اکابر کے خلاف فتاویٰ اتنے سخت ہیں کہ ان کو قلم پر لانے کی بھی ہمت نہیں۔

حضرت والا اس رائے کی خوب تردید فرماتے ہیں دیوبندی، بریلوی اور غیر مقلدیت کے اختلاف کو فقہاء اربعہ کے اختلاف کی طرح نہیں سمجھتے لیکن ساتھ ساتھ مولانا اشرفی صاحب کا ادب بھی فرماتے۔

ایک ثقہ آدمی نے مجھے بتایا کہ کسی آدمی نے حضرت والا سے کہا کہ یہ حضرت اشرفی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) تو اہل بدعت کی طرف بہت مائل ہیں آپ ان کو کچھ نہیں کہتے فرمایا یہ میرے شیخ زادہ ہیں میں اس کا لحاظ کرتا ہوں اور یہ بات تو بندہ نے خود کئی بار سنی کہ اشرفی صاحب تو ہمارے بڑے ہیں کبھی یوں کہا کہ اشرفی صاحب تو میرے بھائی ہیں۔

ایک صاحب ہمارے دادا مرشد حضرت مفتی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر زیارت کیلئے گئے تو ان کا وجدان تھا کہ حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھے فرما رہے ہیں کہ میرے بیٹے عبدالرحمٰن اشرفی (نور اللہ مرقدہ) کو کہنا کہ میرا طریق تو صوفی صاحب والا طریق ہے۔

آمین یا رب العالمین بحرمۃالنبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ و الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

آئمہ اربعہ اور تقلید

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم امابعد

حضرت والا نے فرمایا کہ مجھے میرے ایک شاگرد نے خط لکھا کہ استاذ جی میں عنقریب تقلید کا قلادہ اتار کر آپ کی زیارت کے لیے آ رہا ہوں حضرت والا نے فرمایا میں نے جواب میں لکھا بالکل نہ آنا بلکہ میرے جنازے پر بھی نہ آنا بلکہ میری قبر پر بھی نہ آنا پھر فرمایا ہم تو ان کو آٹھ سال تقلید سکھاتے رہے اور یہ اب اس کو پھینک کر ملنے آئے یہ فرمایا یا اس قسم کا کوئی اور لفظ کہا تھا۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ میں ایک مسجد میں جمعہ پڑھانے کے لیے جاتا تھا تو وہاں مجھے ایک غیر مقلد کہنے لگا مجھ سے مناظرہ کرلو حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے کہا ٹھیک ہے پھر جب مقررہ وقت پر بات ہونے لگی تو میں نے اپنے دلائل بیان کر کے کہا اب تم بھی اپنے دلائل سناؤ تو اس بوڑھے نے اپنی بغل سے اردو کا ایک کتابچہ نکالا اور میرے ساتھ والے آدمی کو پکڑا کر کہنے لگا یہ ان کو سناؤ۔

حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے کہا مناظرہ آپ سے ہے آپ خود پڑھ کے دلائل بیان کرو تو وہ آگے سے کہنے لگا مجھے اردو پڑھنا نہیں آتا حضرت والا نے فرمایا میں نے اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا جا بابا تو جیتا میں ہارا پھر خاص انداز میں فرمایا کہ اردو پڑھنا نہیں آتا اور مقابلہ اور مناظرہ کے لیے تیار

ایک مرتبہ فرمایا مجتہد کو تقلید کی ضرورت نہیں ہوتی اور اگر کسی کو اپنے مجتہد ہونے کا گمان ہے تو علماء کے سامنے پیش ہو دس منٹ میں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ مجتہد وہ ہوتا ہے جو قرآن پاک، حدیث پاک اور قواعد عقلیہ صحیحہ میں اتنی مہارت رکھے کہ ان تینوں کو سامنے رکھ کر ایسے اصول مدون کر سکے جس کی روشنی میں قیامت تک کے مسائل جزئیہ کا استنباط ہو سکے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ چوتھی صدی تک بہت مجتہد پیدا ہوئے چوتھی صدی کے بعد کوئی مجتہد مطلق پیدا نہیں ہوا۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن تمام کی تمام مجتہد تھیں گویا خیر القرون میں مرد تو مرد عورتیں بھی مجتہد ہوتی تھیں۔

ایک مرتبہ رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں عصر کے بعد والی مجلس کے اختتام پر لوگوں کی خواہش کچھ سوالوں کے جواب پوچھنے کی تھی حضرت والا خاموشی سے اٹھ کر تشریف لے گئے پھر لوگوں کی خواہش میں قدرے محبت والے انداز میں اصرار آگیا تو آپ نے ایک دن فرمایا کہ آج میں مغرب کی نماز تک یہی ہوں جو پوچھنا ہے پوچھ لو۔

اسی دوران ایک صاحب نے سوال کیا کہ آئمہ اربعہ میں سے کسی ایک کی تقلید کیوں ضروری ہے؟ حضرت والا نے فرمایا کہ آئمہ اربعہ کے استنباط مسائل میں اصول مختلف ہیں اس لئے تقلید شخصی ضروری ہے۔

اسی وقت ایک اور صاحب نے پوچھا کہ حضرت کشمیر کا جہاد اگر شرعی نہیں جیسا کہ علماء کی ایک جماعت کی رائے ہے تو الجهاد ماض الی یوم القیامة کا کیا معنی ہوگا؟ فرمایا اس کا یہ معنی نہیں کہ ہر وقت عملاً جہاد پایا جائے گا بلکہ معنی ہے کہ قیامت تک جہاد کی تیاری ہوتی رہے گی۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علوم مچھلی کی طرح

ہیں کہ امام صاحب قرآن وحدیث کی تہہ تک پہنچتے ہیں اور دوسرے آئمہ مجتہدین کے علوم کدو کی طرح ہیں کہ کدو پانی کے اوپر تیرتا رہتا ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا مفتی بھی چھوٹے درجے کا مجتہد ہوتا ہے کیونکہ اسے مسائل جدیدہ میں غور کرنا پڑتا ہے کہ یہ جزئی کس اصول کے تحت آئے گی۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ بہشتی زیور تو گھر کا مفتی ہے جب چاہو اس سے فتوی لے لو اور عمل کرو اور مسکراتے ہوئے فرمایا یہ جو مفتی فتوی دیتے ہیں انہوں نے بھی بہشتی زیور اپنے پاس چھپا کر رکھا ہوتا ہے۔

بہشتی زیور کو عمل کی نیت سے پڑھنا حضرت والا کے اصلاحی اصولوں میں شامل ہے بندہ نے جب تھوڑا تھوڑا پڑھ کر مکمل کر لیا اور ہر خط میں لکھتا تھا کہ اتنا اتنا پڑھا ہے مکمل ہونے پر ذہن میں آیا کہ اب کوئی اور کتاب تجویز فرمائیں گے تو حضرت والا نے جواب میں لکھا کہ دوبارہ شروع کرو اسے تین بار پڑھنا ہے۔

آمین یا رب العالمین بحرمۃالنبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

دینی رائے اور اعتدال

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم امابعد

حضرت والا سے عصر کی مجلس کے بعد گھر کی طرف جاتے ہوئے ایک صاحب نے پوچھا کہ حضرت بیعت ہونا ضروری ہے فرمایا نہیں بلکہ اپنی اصلاح کروانا ضروری ہے حضرت والا سے کئی مرتبہ دوران بیان سنا ہے کہ بیعت ہونا سنت و مستحب ہے فرض و واجب نہیں ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ لفظ بیعت یہ بیع سے ہے اور بیع میں بائع اور مشتری یعنی دو طرفہ معاملہ ہوتا ہے اس طرح بیعت میں شیخ و مرید کے درمیان دو طرفہ معاملہ ہے کہ مرید عہد کرتا ہے کہ اپنے شیخ کی تعلیمات پر عمل کروں گا اور شیخ عہد کرتا ہے کہ دین کا صحیح راستہ بتاؤں گا۔

سبحان اللہ کس طرح بیعت کی حقیقت کو نکھار کر رکھ دیا کہ جہاں بیعت و سلوک کے منکرین کی تردید ہوئی وہیں جاہل پیروں اور جاہل لوگوں کی واہیات کی بھی جڑ کاٹ دی جو بخشش کے لیے اپنے پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کو ہی کافی سمجھتے ہیں کہ اب ہمیں اتباع شریعت کی ضرورت نہیں۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ تبلیغی جماعت کے ساتھ جانا یہ مستحب ہے فرض و واجب نہیں پھر وجہ یہ بتلائی کہ دین مشاع ہے جگہ جگہ اسلامی سینٹر کھلے ہوئے ہیں اب کفار کے ذمہ ہے کہ ان اسلامی سینٹروں میں آئیں اور سچے دین کو قبول کریں۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم فیصل آباد میں مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ

کے گھر مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک تبلیغی کام میں لگے ہوئے عالم نے مجھ سے سوال کیا کہ لازمی فائدہ زیادہ اچھا ہے یا متعدی؟ حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے جواب دیا کہ متعدی سے مقصود بھی تو لازمی ہی ہے (یعنی دعوت سے مقصود اپنی اصلاح ہی ہے) اس پر وہ عالم خاموش ہو گئے پھر حضرت والا نے مسکراتے ہوئے فرمایا وہ سمجھ گئے کہ یہ ہمارے ہاتھ نہیں آتا۔

ایک مرتبہ بندہ حضرت والا کے پاس رمضان المبارک میں گیا ہوا تھا اور تراویح پرانے دارالحدیث میں حضرت والا کے ساتھ ہی پڑھتا تھا غالباً اس سال پہلے پندرہ پارے حضرت والا نے بیٹھ کر سنائے تھے اور آخری پندرہ پارے حضرت والا کے چھوٹے صاحبزادے مولانا عبدالرحمٰن صاحب نے سنائے تھے۔

تراویح اور نماز سے فارغ ہو کر گھر کی طرف چلتے ہوئے سب کو مخاطب کر کے کہتے تھے شکریہ اور بھی بہت سے مواقع پر حضرت والا سے یہ لفظ سنا تھا اسی طرح جب کوئی اپنی پریشانی یا بیماری کے ختم ہونے کی اطلاع دیتا تو حضرت والا کئی بار فرماتے شکر، شکر، شکر۔

اتنی بات تو بندہ کے ذہن میں اسی وقت آ گئی تھی کہ اس لفظ سے بھی شکریہ ادا ہو جاتا ہے البتہ یہ لفظ اور جزاک اللہ دونوں برابر ہیں یا نہیں؟ ذہن میں کھٹکا سا تھا کہ ایک دن حضرت والا سے پوچھا تو فرمایا کہ دونوں برابر نہیں بلکہ جزاک اللہ کہنا زیادہ اچھا ہے۔

غالباً اسی سال رمضان کا واقعہ ہے کہ حضرت والا سے ایک صاحب نے

پوچھا کہ حضرت ختم قرآن پاک پر مٹھائی تقسیم کرنا کیسا ہے؟

حضرت والا نے فرمایا جائز ہے پھر اس نے دوبار پوچھا کہ آپ کا قرآن پاک کس دن ختم ہوگا؟ حضرت والا نے فرمایا ہم اٹھائیسویں (٢٨) کی شب کو ختم کریں گے پھر مسکراتے ہوئے فرمایا ہمارے ختم پر مٹھائی نہ لے آنا ہم مٹھائی تقسیم نہیں کرتے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ نفلی عبادات میں سب سے افضل قرآن پاک کی تلاوت ہے پھر اس پر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ سنایا کہ جب ان کو اللہ تعالی کی زیارت ہوئی تو اللہ تعالی سے پوچھا تھا کہ میں آپ کا سب سے زیادہ قرب کس عمل سے حاصل کروں؟ تو اللہ تعالی نے فرمایا اے احمد! قرآن پاک کی تلاوت سے حضرت والا نے یہ واقعہ سنا کر فرمایا تھا کہ نفلی عبادات میں سب سے زیادہ قرب تلاوت سے ملتا ہے۔

ایک مرتبہ کسی صاحب نے پوچھا کہ حضرت تلاوت کے آداب کیا ہیں؟ فرمایا تدبر یعنی نہایت توجہ سے تلاوت کرنا پھر اس صاحب نے پوچھا حضرت اس کے علاوہ اور کیا ہے؟ فرمایا پہلے اس پر عمل کر کے دکھاؤ پھر اور بتاؤں گا۔

حضرت والا کی عادت مبارکہ سراً دعا کرنے کی ہے نماز پڑھانے کے بعد بھی ہمیشہ سراً دعا کرواتے تھے اب معذوری کے بعد دوسرے آئمہ جو جہراً دعا کرواتے ہیں حضرت والا کو دیکھا ہے کہ دعا مانگ لیتے ہیں۔

آمین یا رب العالمین بحرمة النبی الکریم صلی الله تعالی علیه واله واصحابه واتباعه اجمعین

نکاح و ولیمہ اور سادگی

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم امابعد

حضرت والا نے کئی مرتبہ فرمایا کہ نکاح میں سادگی ہی اچھی ہے ایک مرتبہ جب نماز عصر کے بعد مسجد کے دروازے پر پہنچے تو ایک فقیر اپنی معذور ٹانگ دکھلاتے ہوئے اپنی بیٹیوں کی شادی کے لئے سوال کر رہا تھا حضرت والا نے فرمایا کہ نکاح کے لیے مانگنا تو ٹھیک نہیں ہے ہمارے دین میں نکاح بہت آسان ہے۔

پھر فقیر اپنی شلوار تھوڑی سی اوپر کر کے اپنا معذور ہونا دکھلانے لگا حضرت والا نے فرمایا کہ نہ نہ شلوار اتنی اونچی نہ کرو کہیں گھٹنا ننگا نہ ہو جائے کیونکہ گھٹنا ستر میں شامل ہے جس کا ننگا کرنا گناہ ہے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے اپنے نکاح کے موقع پر ولیمہ کی نیت سے مولانا موسیٰ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کہا کہ آج آپ کھانا میرے ہاں کھائیں گے پھر فرمایا کہ ایک آدمی کو کھانا کھلانے سے ولیمہ کی سنت ادا ہو جاتی ہے۔

یہ واقعہ دوبارہ شادی والا ہے ہماری پیرانی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا جو حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حاجی طفیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں جب ان کی وفات ہوئی تو حضرت والا نے دوبارہ نکاح کیا تو اس کے ولیمہ کے متعلق یہ فرمایا تھا۔

بندہ کو ایک عالم نے بتلایا کہ جب حضرت والا نے اپنے درمیانے بیٹے مولانا عتیق الرحمٰن صاحب کی شادی کی تو ہم دورہ حدیث کے طلباء نے حضرت والا سے فرمایا کہ حضرت ولیمہ سنت ہے حضرت والا سمجھ گئے پھر اپنے خاص انداز

میں فرمانے لگے کہ وہ جو قاسم صاحب آئے تھے ان کو کھلا دیا تھا (یہ بندہ کے استاد، حضرت والا کے خلیفہ اجل اور حضرت والا کے داماد مولانا قاسم صاحب شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ ہیں)۔

بندہ کو ایک عالم نے بتلایا تھا کہ جب میں فارغ ہوا تو حضرت والا کو خط لکھا کہ نکاح کی خواہش ہے لیکن میرے پاس نہ رہائش کے لیے مکان اور نہ نکاح کے لیے رقم ہے حضرت والا نے فرمایا کہ کہیں پڑھانے کی جگہ بنالو اور نکاح کسی غریب گھرانے میں سادگی سے کرلو اور مکان رہنے کے لیے کرایہ پر لے لو۔

اسی طرح ایک اور عالم نے بندہ کو بتلایا کہ میں نے حضرت والا کو خط لکھا کہ خواہش بہت شدت سے ہے تو جواب میں فرمایا کہ اس کا اصل علاج تو نکاح کرنا ہے۔

ایک مرتبہ عصر کے بعد گھر کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں ایک نوجوان صاحب نے پوچھا کہ شہوت کو کمزور کرنے کے لیے کیا مسلسل روزے رکھنے چاہیے؟ حضرت والا نے فرمایا کہ آپ کو کیا ضرورت ہے باروزگار ہو اپنی امی جان سے کہو شادی کردیں۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ اپنی اہلیہ کو چھوڑ کر ادھر ادھر گھورنا یہ تو ایسے ہی ہے جیسے گھر میں نفیس نفیس کھانوں کو چھوڑ کر گند کے ڈھیر سے پیشاب پاخانہ کھانے لگ جانا۔

ایک صاحب نے بتلایا کہ جب میرے نکاح کی بات چلی تو میرے سسر جو حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور ان کا حضرت والا کے پاس بھی آنا جانا تھا تو انہوں نے میرے متعلق پوچھا کہ میں اس سے اپنی بیٹی کا عقد کرنا چاہتا ہوں یہ کیسے ہیں؟ حضرت والا نے فرمایا کہ مجھے تو اطمینان

ہے البتہ آپ اپنی پوری تسلی کرلیں۔

ہمارے زمانہ کے متعدد اہل علم کی رائے ہے کہ اب تعدد نکاح کا رواج ڈالنے کی بہت ضرورت ہے یہی وجہ ہے کہ کئی علماء نے عملاً دو یا تین نکاح کیے ہوئے ہیں البتہ حضرت والا یہی مشورہ دیتے ہیں کہ ایک وقت میں ایک نکاح ہی اچھا ہے اس سے یکسوئی نصیب رہتی ہے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ بھی اس کے قریب قریب ہے۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے اپنی بچیوں کے رشتہ کے متعلق کچھ کہا تو حضرت والا نے فرمایا کہ پانچوں نمازوں کے بعد رو رو کر دعا مانگا کرو۔

چند سال قبل بندہ نے اپنے چھوٹے بھائی اور بہن کے رشتہ کے متعلق دعا کا کہا تھا تو جواباً فرمایا تھا کہ دعا کرتا ہوں اور ساتھ یہ بھی لکھا تھا کہ سورۃ یٰسین کی آیت سبحٰن الذی خلق الازواج ۔۔کی تین تسبیح روزانہ کیا کرو اور اول و آخر نماز والا درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ بھی پڑھا کرو۔

آمین یا رب العالمین بحرمة النبی الکریم صلی اللہ تعالی علیه واله واصحابه واتباعه اجمعین

حقوق الزوجین

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم امابعد

حضرت والا اپنے پہلے نکاح کا واقعہ سناتے ہوئے فرمایا کرتے ہیں کہ میرے والدین کا مجھ پر بہت احسان ہے کہ میری اٹھارہ (۱۸) سال کی عمر میں شادی کر دی اور میری اہلیہ کو اپنے پاس رکھا پھر فرمایا کہ مجھے گناہوں کا پتہ ہی نہیں گناہ کیا ہوتے ہیں۔

حضرت والا کے ایک مرید کی جب شادی ہوئی تو عورتوں کی زیب وزینت والی چیزیں خریدنے سے ان کو شرم سی محسوس ہوتی تھی کہ دوکان دار کیا کہیں گے؟ اسی دوران اس مرید نے خواب میں دیکھا کہ حضرت والا کے ہاں خانقاہ میں ٹھہرنے کیلئے گیا ہوں تو جب جا کر حضرت والا کو اطلاع دی تو حضرت والا بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ تم خانقاہ میں ٹھہرو میں ابھی اپنی زوجہ کیلئے سرخی پاؤڈر وغیرہ سامان خرید لاؤں۔

بیدار ہونے پر مرید سمجھ گیا کہ یہ اللہ تعالی نے میرے شیخ کے ذریعہ سے میری اصلاح فرمادی کہ بیویوں کی ضروری بناؤ سنگھار اور دوسری ضروریات خریدنے میں شرمانا نہیں چاہیے۔

حضرت والا بیویوں کے ساتھ نرم برتاؤ کی تاکید فرماتے ہیں۔ ایک مرتبہ مسکراتے ہوئے فرمایا کہ یہ عورتیں بڑی ہوشیار ہوتی ہیں جب کوئی بات منوانی ہو تو پہلے رو پڑتی ہیں تا کہ میاں کا دل نرم ہو جائے۔

ایک مرتبہ تعویذ کے متعلق بیان فرماتے ہوئے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ

ہاں اگر کسی کی بیوی اس کا ضروری حق بھی ادا نہ کر رہی ہو تو تھوڑا بہت تعویذ گنڈا کر لینا کہ ضروری حق ادا کرنے لگے اس کی گنجائش ہے۔

بندہ کو ایک پیر بھائی نے خود بتلایا کہ اہلیہ کا جب گھر میں اختلاف سا ہونے لگا تو حضرت والا سے مشورہ کیا فرمایا کہ اہلیہ کو والدین سے دور لے جاؤ اور خود آ کر والدین کو بھی ملتے رہو۔

اسی طرح حضرت والا یہ بھی فرمایا کرتے ہیں کہ اگر گھر میں اختلاف ہو تو درمیان میں دیوار وغیرہ کر لیں اور اپنے والدین کیلئے بیوی سے کھانا پکوا کر خود والدین کو دے اور رات بیوی کے پاس گزارے۔ سبحان اللہ کس طرح اہلیہ اور والدین دونوں کے حقوق کو جمع فرمادیا ہے۔

ہمارے دادا مرشد حضرت مفتی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک صاحب نے روتے روتے آ کر بتلایا کہ میں بہت پریشان ہوں والدین کہتے ہیں بیوی کو چھوڑ دو اور بیوی کہتی ہے والدین کو چھوڑ دو کیا کروں حضرت مفتی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہ بیوی کی بات مانو اور نہ والدین کی بلکہ اللہ تعالیٰ کی بات مانو یعنی دونوں کے حقوق ادا کرتے رہو۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ازالۃ الرین فی حقوق الوالدین' کے عنوان سے ایک رسالہ لکھا ہے جو اب بہشتی زیور میں چھپا ہوا ہے یہ رسالہ تو ہر مسلمان کو پڑھنا چاہیے۔

ہمارے دادا مرشد حضرت حاجی شریف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ ہے کہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رسالہ لکھ کر بہت سے گھروں کو تباہ ہونے سے بچالیا ہے۔ اسی طرح بہشتی زیور میں ایک عنوان ہے

''میاں سے نبھاؤ کا طریقہ'' جو عورتیں یہ چند سطریں ذہن میں بٹھالیں وہ گھر کو جنت بنالیتی ہیں۔

حضرت والا خانقاہ میں ٹھہرنے کی بھی اتنی لمبی اجازت نہیں دیتے جس سے بیوی بچوں کے حقوق میں کمی آئے یا ان کو پریشانی ہو۔

حضرت والا کے ایک بہت پرانے مرید جو سکول ٹیچر تھے اور ریٹائر ہو گئے تھے انہوں نے بندہ کو بتلایا تھا کہ میں نے حضرت والا سے ایک ماہ خانقاہ میں ٹھہرنے کی اجازت لی تھی اب میرا جی چاہتا ہے مستقل خانقاہ میں ہی مقیم ہو جاؤں حضرت والا سے اجازت چاہی تھی لیکن اجازت نہیں ملی بلکہ فرمایا کہ اگر یہاں رہنا چاہتے ہو تو مکان کرایہ پر لے لو اور بیوی بچوں کو یہاں لے آؤ پھر اجازت ہے۔

حضرت والا ایک دن مسکرا کر فرمانے لگے کہ ایک مرتبہ میرے گھر والے کہنے لگے کہ کتنا ہی بڑا حادثہ پیش آجائے آپ کو صدمہ ہی نہیں ہوتا آپ تو ہنستے رہتے ہیں حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے ان سے کہا نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ صدمے مجھے بھی لگتے ہیں البتہ میں صدمے کا زیادہ اثر نہیں لیتا میں پریشانی کے اثر کو کم کرنے کی کوشش کرتا ہوں کیونکہ صدمے کا اثر لینے سے ذہن کمزور ہونے کا خدشہ ہوتا ہے جس سے دینی خدمت میں کمی آسکتی ہے۔

آمین یا رب العالمین بحرمة النبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ و الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

تربیت اولاد

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم امابعد

حضرت والا نے اپنے تینوں بیٹوں کو خود قرآن پاک حفظ کروایا ہے غالباً بندہ نے یہ بات سب سے پہلے اپنے استاد جی مولانا قاسم صاحب دامت برکاتہم سے سنی تھی جب دوران سبق کسی بات پر کچھ ساتھیوں نے یوں کہا کہ قرآن پاک حفظ کروانے والے اساتذہ کرام مارتے بہت ہیں تو استاد جی نے فرمایا تھا کہ تم اپنی اولاد کو خود پڑھا لینا ان قاریوں کے پاس نہ بھیجنا اور یہ بھی فرمایا کہ ہمارے حضرت نے اپنے بیٹوں کو خود حفظ کروایا ہے۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب درجہ حفظ کے بڑے بڑے ماہر اساتذہ کرام بھی اپنی اولاد کو خود نہیں پڑھاتے تھے بلکہ دوسرے قراء کے پاس بھیجتے تھے اور حضرت والا نے انہی دنوں میں اپنی اولاد کو اتنا وقت دیا کہ باوجود کتابیں پڑھانے کے اپنی اولاد کو خود حفظ کروایا۔ اسی طرح ابتدائی درجہ کا لکھنا پڑھنا بھی خود سکھایا پھر کتابوں کیلئے مدرسہ میں داخل کروادیا۔

ایک مرتبہ عصر کے بعد والی مجلس میں فرمایا کہ میں عبدالرحمٰن (حضرت والا کے چھوٹے صاحبزادے) سے دن میں پڑھے ہوئے سبقوں کا خلاصہ شام کو سنا کرتا تھا کہ ایک دن عبدالرحمٰن نے حدیث مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سنائی ان النبی ﷺ اتی سباطة قوم فبال و توضا ومسح علی ناصیته و خفیه جس کا عبدالرحمٰن نے یوں ترجمہ کیا کہ نبی پاک ﷺ قوم سباطہ کے پاس آئے تو مسکراتے ہوئے فرمایا کہ میں نے کہا کہ یہ کیا ترجمہ کردیا ڈھیر بھی کوئی قوم ہوتی

ہے؟ اس پر عبدالرحمٰن کہنے لگا کہ استاد جی نے ایسے ہی ترجمہ کیا تھا پھر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ ابتدائی استادوں سے ایسی غلطی ہو جایا کرتی ہے۔

پھر اس پر ایک اور واقعہ سنایا کہ حضرت مفتی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اصلاحی مجلس نماز عصر سے کچھ پہلے ہوتی تھی جس میں حضرت مفتی صاحب نے ایک مدرس کی غلطی بتلائی کہ اس نے "شرح تہذیب" کے مقدمہ میں فلاں لفظ کا یہ معنیٰ کیا جو غلط ہے پھر حضرت والا نے خاص انداز میں مسکراتے ہوئے فرمایا کہ مجھے اس مدرس کا علم ہے لیکن نام نہیں بتاؤں گا کیونکہ وہ بعد میں بہت بڑے عالم ہوئے ہیں۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھے عبدالرحمٰن آ کر کہنے لگا کہ میں نے قرأت سبعہ ثلاثہ پڑھنے کیلئے مصر جانا ہے حضرت والا نے یہی فرمایا تھا یا کسی اور ملک کا نام لیا تھا پھر فرمایا میں نے کہا نہیں تم کتابیں پڑھو جب سادسہ میں پہنچ جاؤ گے یا یوں فرمایا تھا کہ مشکوۃ میں پہنچ جاؤ گے تو میں خود تمہیں پڑھاؤں گا۔

قرأتوں کے سبق میں ایک دن بیٹھنے کی سعادت بندہ کو بھی ملی ہے کہ بندہ حضرت والا کے پاس ایک دو دن ٹھہرنے کیلئے گیا ہوا تھا تو نماز ظہر پڑھ کر جب خانقاہ میں آیا تو حضرت والا مولانا عبدالرحمٰن صاحب کو اور ان کے ساتھ ایک اور ساتھی تھا دونوں کو حضرت والا پڑھا رہے تھے بندہ بھی تھوڑے سے فاصلہ پر بیٹھ گیا اور آخر تک سبق سنتا رہا پھر سبق کے آخر میں حضرت والا نے دو نفل پڑھے اور گھر تشریف لے گئے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ ایک نوجوان نہر کے کنارے ٹہل رہا تھا کہ پانی پر ایک سیب کا دانہ تیرتا ہوا آیا تو اس نے اٹھا کر کھا لیا پھر خیال آیا کہ یہ تو دوسرے کا

مال بلا اجازت کھالیا ہے چلو اسے تلاش کریں پھر پانی کے رخ پر چل پڑا چند قدم پیچھے جا کر دیکھا کہ ایک سیبوں کا باغ ہے اور ایک درخت کی ٹہنی نہر پر جھکی ہے مالک سے جا کر کہا ایسے ایسے سیب کا ایک دانہ کھالیا ہے معاف کر دو مالک نے کہا اتنے اتنے سال باغ کی رکھوالی کرو تب معاف کروں گا۔

اب شرعی طور پر یہ شرط ماننا ضروری نہیں تھا صرف ایک دانہ کی قیمت ذمہ تھی لیکن خصم کی شرط مان لینا کہ اسے نزاع کا حق ہی نہ رہے یہ اعلیٰ درجہ ہے نوجوان نے اس نیت سے مان لی کہ اس کو قیامت کے دن اللہ تعالی کے دربار میں نزاع کا حق ہی نہ رہے۔

پھر مقررہ سالوں کی مدت پر معافی چاہی تو اس نے ایک اور شرط لگا دی کہ میری بیٹی سے نکاح کرو جو اندھی، گونگی اور اپاہج ہے نوجوان نے یہ بھی مان لی جب رخصتی ہوئی تو وہ ایک حسین عورت تھی نوجوان کے پوچھنے پر بچی کے والد نے بتایا کہ میں نے سچ کہا تھا کہ وہ غیر محرم کو دیکھنے اور اس کی بات سننے اور چلنے میں اندھی، گونگی اور اپاہج ہے۔

حضرت والا نے یہ واقعہ سنا کر فرمایا کہ پھر اللہ تعالی نے ان کو جو بیٹا عطا کیا وہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اس سے ہماری توجہ دلانا مقصود تھی کہ اگر میاں بیوی نیکی کا اہتمام کریں گے تو اس سے اولاد بھی نیک پیدا ہوگی۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ ہمارے گھر کا فرش کچھ ٹوٹا ہوا تھا لیکن ضرورت پوری ہو رہی تھی بچوں نے کہا کہ دفتر میں اطلاع کر کے فرش ٹھیک کرالو پھر فرمایا میں نے بچوں کی بات نہیں مانی کیونکہ بچوں کی ہر بات تھوڑا مانی جاتی ہے۔

بچوں کی اصلاح و تربیت میں حضرت والا کی یہ عادت مبارکہ بھی ہے کہ

بچوں کو بچپن ہی سے دینی سوچ دی جائے۔ بندہ کو اللہ تعالیٰ نے جب پہلی بیٹی عطاء کی تو حضرت والا سے تربیت کے متعلق پوچھا تو فرمایا تھا ابھی سے دینی تربیت کا اہتمام کرو۔

اسی طرح حضرت والا کی یہ رائے بھی ہے کہ بچوں پر زیادہ سختی نہ کی جائے سختی کی وجہ سے بچے ضد میں آکر اور زیادہ بگڑ جاتے ہیں۔ اور یہ بھی رائے ہے کہ بچوں کو کچھ وقت کھیل کود اور سیر و تفریح کے لیے بھی دیا جائے البتہ اس وقت کی نگرانی خود کریں دوسروں کے سپرد نہ کریں۔

اسی تربیت کا اثر ہے کہ حضرت والا کو اللہ تعالیٰ نے نیک صالح اور صاحب نسبت اولاد عطاء کی ہے بندہ نے حضرت والا کی ایک تحریر خود پڑھی ہے جس میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اور انعامات کے ساتھ یہ نعمت بھی ملی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نیک اولاد عطاء کی ہے۔

آمین یارب العالمین بحرمةالنبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ و الہ
واصحابہ واتباعہ اجمعین

خواب اور تعبیر

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم امابعد

حضرت والا نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے خود اخبار میں پڑھا کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں اور صبح اٹھ کر اس نے اپنے بیٹے کو ذبح کر دیا۔

پھر فرمایا کہ خواب پر عمل نہیں کیا کرتے بلکہ خواب کی تعبیر پر عمل کیا کرتے ہیں اور اس آدمی کو تعبیر پر عمل کرنا چاہیے تھا اور خواب کی تعبیر یہ تھی کہ اپنے بیٹے کو دین پر قربان کر دو یعنی اس کو دینی تعلیم دلواؤ۔

ایک دن عصر کے بعد والی مجلس میں کسی صاحب نے خواب کی تعبیر پوچھی کہ میں خواب میں آب زم زم پی رہا ہوں فرمایا کہ اگر حج کر چکے ہو تو قبولیت کی علامت ہے نہیں کیا تو ان شاء اللہ توفیق ملے گی۔

اسی طرح ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ مولانا عبید اللہ مد ظلہم حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ کھڑے ہیں پھر حضرت والا سے تعبیر پوچھی تو فرمایا کہ اس میں اشارہ ہے کہ مولانا عبید اللہ مدظلہ اس حدیث کے مصداق والوں میں شامل ہیں جن کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔

حضرت والا نے فرمایا میں نے ایک مرتبہ زیارت نبوی ﷺ کیلئے ایک عمل کیا تھا مجھے نبی پاک ﷺ کی بجائے مولانا مسیح اللہ خان صاحب کی زیارت ہوئی تو میں نے اس کی تعبیر یہ سمجھی کہ مولانا مسیح اللہ خان صاحب نبی پاک ﷺ

کے سچے وارثین میں سے ہیں یہی فرمایا تھا یا اس کے قریب اور یہ تعبیر مولانا مسیح اللہ خان صاحب کو بتلائی تو انہوں نے خاموشی اختیار کی۔

ایک صاحب نے بندہ کو خود بتایا کہ میں خواب میں ایک دلدل والی زمین میں ہوں اور زمین کے اندر نیچے کو جا رہا ہوں کہ اسی دوران ایک خوبصورت عورت آئی اور اس نے مجھے لاٹھی پکڑائی کہ میں اس کے ذریعہ دھنسنے سے بچ گیا تو آنکھ کھلنے پر پریشانی سی تھی۔

پھر حضرت والا سے تعبیر پوچھی تو فرمایا حسین عورت سے بہشتی زیور مراد ہے اور لاٹھی سے شیخ و مرشد مراد ہے کہ اگر دونوں کو مضبوطی سے تھام لوگے تو دنیا کی دلدل سے نکل جاؤ گے۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے خواب دیکھا اور حضرت والا سے تعبیر پوچھی فرمایا کہ جس جگہ آپ شادی کی خواہش رکھتے ہیں امید ہے وہیں نکاح ہو جائے گا ۔لیکن ہوا یوں کہ لڑکی والوں نے انکار کر دیا تو اس شخص نے آکر بتلایا کہ حضرت والا آپ کی بتلائی ہوئی تعبیر تو پوری نہ ہوئی۔

فرمایا کہ خواب کی تعبیر ظنی ہوتی ہے قطعی نہیں ہوتی اور قطعیات میں خلاف نہیں ہوا کرتا اور ظنیات میں ہو جایا کرتا ہے لیکن اللہ تعالی کا کرنا کچھ ایسا ہوا کہ مایوسی کے بعد پھر دوبارہ کیفیت ایسی بنی کہ نکاح وہیں ہو گیا۔

حضرت والا سے لوگ بکثرت خواب بیان کرتے ہیں اور حضرت والا ایسی ایسی تعبیرات بیان فرماتے ہیں کہ ان کو سن کر بندہ کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ حضرت والا کو اللہ تعالی کی جانب سے علم تعبیر کا بھی وافر حصہ ملا ہے۔

ایک مرتبہ ایک صاحب نے پوچھا کہ حضرت آپ کو تعبیر کا کیسے پتا چلتا

ہے فرمایا اسے چھوڑ و آپ نے تعبیر پوچھنی ہے تو پوچھ لو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصیات میں یہ بات بھی ملتی ہے کہ آپکو تعبیر سے بہت مناسبت تھی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ خواب دیکھا کہ تین ستارے ٹوٹ کر میری جھولی میں گرے ہیں پھر ابا جان کو خواب بتلایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خاموشی اختیار کی جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین حجرہ عائشہ میں ہوگئی تو فرمایا اے عائشہ! تیرے خواب کا ایک جزو پورا ہوگیا دو اور آئیں گے۔

گفت او گفت اللہ بود　　　اگر چہ از حلقوم عبداللہ بود

آمین یا رب العالمین بحرمۃ النبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔

حرف آخر

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم امابعد

بندہ اپنی استعداد سے اچھی طرح واقف ہے نہایت مشکل مضمون تھا حق تعلق ادا کرنے کیلئے بتوفیق الہی چند سطریں لکھ سکا کہ شاید یہی بندہ کی بخشش کا ذریعہ بن جائے۔ یا اللہ یا ارحم الراحمین محض اپنے فضل وکرم سے نافع للمرتب والناظرین بنا دیجئے

آمین یا رب العالمین بحرمۃ النبی الکریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین۔

◎ فرمایا: جو دین پر عمل کرتا ہے اسے کبھی پچھتاوا نہیں ہوتا

◎ فرمایا: دنیا کا کیا ہے؟ یہ تو آدمی چھابڑی لگا کر بھی گزار لیتا ہے۔

◎ فرمایا: اتنی نیکیاں کرو اتنی نیکیاں کرو کہ مرنے کے بعد کسی کی طرف دیکھنا نہ پڑے۔

◎ فرمایا: حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پچاس وعظ پڑھ لو اگر دل کی کایا نہ پلٹ جائے تو میرا نام بدل دینا۔

◎ فرمایا: یوں دعا کر دیا کرو یا اللہ اب سے لے کر دخولِ جنت تک کے تمام مراحل بسہولت طے کروا دیجئے۔

(آمین)